بسمہ سبحانہ وبذکر ولیہ

انتخاب

اِزَالۃُ الخفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

مترجمہ

محمد عبدالشکور فاروقی مجددی

ترتیب وتحقیق

میر مراد علی خان

تعارف

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات" خلفاء راشدین" کی سیرت اور تاریخ ہے۔اور مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی محنت اور مشقت سے خلافت ثلاثہ کے حق پر ہونے کی اور فضیلت شیخین کی وکالت فرمائی ہے۔ یہ کتاب ۴ جلدوں پر مشتمل ہے میں نے ان میں سے اہم ترین روایتوں کا انتخاب کیا ہے اور پھر اُن روایتوں کا تجزیہ کیا ہے اور تلاش کیا ہے کہ وہ روایتیں جن کا تذکرہ کیا گیا ہے اور دیگر معتبر کتابوں میں کہاں، کہاں مذکور ہیں۔اور جہاں بھی موقعہ میسر ہوا وہاں میں نے اپنی استطاعت کے موافق تبصرہ بھی کیا ہے۔

مترجم عبدالشکور جن سے اہل علم حضرات اچھی طرح واقف ہیں مناقب جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا ترجمہ کرتے وقت جو پردہ پوشی کرنے کی ناکام کاشش کی ہے وہ بھی بظاہر ہے۔ابتداء میں یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خاں مدارالمہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی۔اب اس کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا نام نامی اصلی قطب الدین تھا عرف ولی اللہ تھا اور ان کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی جن کی مشہور کتاب "تحفہ اثنا عشر" اور ہے۔شاہ ولی اللہ برصغیر ہند میں اجلۂ مشائخ اور علما میں شمار ہوتے ہیں۔شاہ ولی اللہ کا سلسلہ نسب پدری حضرت عمر ابن خطاب تک پہنچتا ہے۔چنانچہ اسی بناء پر شاہ صاحب کی تمام توجہ حضرت عمر کی خلافت پر مرکوز رہی۔ شاہ ولی اللہ کا انتقال بعمر باسٹھ سال (۶۲) ۱۱۷۶ھ میں ہوا اور دہلی ہی میں دفن ہوئے۔

ازالۃ الخفاء کتاب کی اشاعت قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان میں ہوئی ہے۔

خادم

میر مراد علی خان

بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

جلداول

صحابہ کی توجہ آنحضرت ﷺ کے دفن سے بھی پہلے خلیفہ کے تعیّن وتقرر کی طرف مائل ہوئی۔ص ۱۷

منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کی ایک شرط یہ کہ صلح یا جنگ میں خلیفہ شجاع ہو ۔ص ۲۰

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قاضی تین قسم کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سراسزاوار جہنم۔ مستحق جنت وہ قاضی ہے جو حق کو دریافت کرے اور اُسی کے موافق حکم دے۔ اور سزاوار جہنم وہ ہے جو حق جانتا ہو مگر فیصلہ خلافِ حق دے، تیسرا وہ قاضی جو باوجود حق سے واقف نہ ہو مگر فیصلہ کردے۔ص ۲۰

حضرت علیؓ کی خلافت چار طریقوں سے ثابت ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ اُن مہاجرین اور انصار کی بیعت کر لینے سے خلیفہ ہوئے جو مدینہ میں موجود تھے، اور دوسری وجہ شوریٰ کے ذریعہ ہوا کیونکہ فاروق کے بعد مشورہ اس پر قرار پایا تھا کہ خلیفہ یا عثمان ہوں یا حضرت علیؓ، جب عثمان نہ رہے تو حضرت علی خلافت کے لئے معیّن ہوگئے۔ص ۲۶

شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات پر نص فرمادی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدیؑ ''ظاہر'' ہوں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک برحق ہوں گے۔ص ۲۷ تا ۲۸۔

رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے۔ مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور (نیز اُس کا جو حکم) شرع کے مخالف نہ ہو (اُس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت مشہورہ اور اجماع سلف کے مخالف نہیں ہے اور نیز اس قیاس جلی کے مخالف نہیں ہے جو واضح الثبوت اصل پر مبنی ہے تو خلیفہ کی اُس بات کو سننا اور اُس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے اگر چہ (خلیفہ کا یہ حکم) اُس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہے) ص ۳۱

لوازم خلافت خاصہ کی ایک یہ ہے کہ خلیفہ مہاجرین اوّلین میں سے ہو۔ اُن لوگوں میں سے ہو جو حدیبیہ میں (شریک) اور سورۂ نور کے نزول کے وقت موجود تھے۔ص ۴۳

عبداللہ ابن عمر احق بهذا الامر منک من قاتلک و قاتل اباک علی الاسلام نے (اپنے ذہن میں) معاویہ ابن ابی سفیان سے یہ کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لئے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا یعنی علیؓ المرتضٰی۔ص ۴۷

رسول اللہ ﷺ سے تلبیس اور تدلیس کی نفی ہوچکی ہے۔ تلبیس اور تدلیس ایسے مشتبہ الفاظ کا استعمال کرنا جن سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے۔ص ۴۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ ولعلی بستان فی الجنة۔ یعنی حضرت علیؓ کے لئے ایک باغ جنت میں۔ص ۵۰

يتجلي الله لعباده فی الا خرة عامة و يتجلي لابی بكر خاصة۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلّی کریگا اور ابوبکر پر خاص تجلّی کرے گا [۱]۔ص ۵۲

---

[۱] اس حدیث کورد کیا ہے ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۶۰ بحوالہ قال الخطیب و هذا باطل والمحمل فيه علی أبی حامد لم يكن ثقة؛ ابن حبان اپنی کتاب المجروحین ج ۱ ص ۱۴۲، اور جلد ۲ ص ۱۱۵، ابن جوزی الموضوعات ج ۱ ص ۳۰۴ تا ص ۳۰۷ اس حدیث کو مختلف طریقوں سے نقل کر کے ہر کو رد کیا اور آخر میں لکھا هذا الحديث لا يصح من جميع طرقه؛ ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۴۳ حالات أحمد بن محمد اس حدیث کا ذیل میں متروک لکھا ہے۔ مرآد

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لو مة لائم و ان تؤمروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم کہ اگر تم علیؑ کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اُن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر لے چلیں گے اگر چہ تم علیؑ کو خلیفہ بنانے والے نہیں ہو(**مسند احمد ج ا ص ۱۰۹ ؛ مجمع الزوائد الهيثمي ج۵ ص ۱۷۶ ؛ كنز العمال ج۵ ص ۷۹۹**)۔ص ۵۷

سئل عائشة من كان رسول الله ﷺ مستخلفاً لو استخلفه ؟ قالت ابو بكر فقيل ثم من بعد ابو بكر قالت عمر قيل من بعد عمر قالت ابو عبيدة۔ عائشہ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے ؟، عائشہ نے کہا ابوبکر کو پھر پوچھا گیا کہ ابوبکر بعد کس کو بناتے عائشہ نے کہا عمر پھر پوچھا گیا کہ عمر کے بعد کس کو بناتے عائشہ نے ابوعبیدہ کو(**فضائل الصحابة** امام احمد ص ۳۰۰؛ صحیح مسلم باب کتاب فضائل ابوبکر ج ۷ ص ۱۱۰؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۲۵۳ سلسلہ ۳۶۷۵۱)۔ص ۵۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ من كنت مولاه فعلى مولاه اخرجه جماعة۔ص ۵۸

رسول اللہ ﷺ کا برتاؤ کرنا خلفائے اربعہ کے ساتھ۔ابوبکر کو قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا، جنگ تبوک میں مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر آ گئیں تو ابوبکر کو فوج کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنا آخر مرض میں، ہجرت کے نویں سال امیر الحج مقرر کرنا اور کئی غزوات میں بھیجنا۔اور مسلمانوں کے کاموں میں مشورہ لینا، عمر ابن خطاب کو بعض غزوات میں اُن کو امیر بنانا، اور مدینہ میں صدقات کا عامل بنانا، اور عثمان کے لئے صلح حدیبیہ کے وقت اُن کو اہل مکہ کی طرف بھیجنا، اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور اُن کے لئے یہ دعا کرنا کہ فیصلہ کرنا اُن پر آسان ہو جائے۔ ص ۵۸

مشائخ ثلاثہ سے مراد ابوبکر، عمر اور عثمان، اور شیخین کا لفظ کتب سیر و تاریخ وغیرہ میں آئے تو ابوبکر اور عمر، اور جب یہ لفظ کتب اصول حدیث میں ہوں تو اس سے بخاری اور مسلم ہوتے ہیں اور جب کتب فقہ حنفیہ میں ہوں تو ابوحنیفہ اور ابو یوسف ہوتے ہیں۔ص ۵۹ (حاشیہ)

اخرج الدارمى عن عبد الله ابن ابى يزيد قال كان ابن عباس اذا سُئِل عن الامر فكان فى القرآن اخبر به وان لم يكن فى القرآن و كان عن رسول الله ﷺ اخبر به فان لم يكن فعد ابى بكر وعمر فان لم يكن قال فيه بأيه۔ ابن عباس سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ مسئلہ اگر قرآن میں ہوتا تو وہ قرآن سے بتلاتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا تو بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہوتا تو اُسی حدیث سے بتاتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ملتا تو وہ ابوبکر اور عمر کے قول سے بتاتے اور اگر ابوبکر اور عمر کے قول میں بھی نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے۔تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ کے مجتہدین بھی اس اصل کے قائل ہیں کہ خلفاء راشدین کا قول حجت ہے اور ارباب مذاہب اربعہ بھی اسی طرف گئے۔ص ۶۲

قال الشافعى ماكان الكتاب و السنة موجودين فالعذر عند من سمعها مقطوع الاّ باتباعهما فاذا لم يكن ذٰلك صرنا الىٰ اقاويل اصحاب النبى ﷺ او واحدهم ثم قال قول الايمّة ابى بكر و عمر و عثمان امام شافعی نے فرمایا کہ جب ہم تقلید کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان کا قول محبوب تر ہے۔مترجم لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے حضرت علیؑ کا نام اس لئے نہیں لیا کہ حضرت علیؑ پر افترا بہت ہوا ہے اُن کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہے لہٰذا اُن کا ذکر بے سود ہے۔ص ۶۳

من جملہ لوازم خلافت خاصّہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ ایسا شخص ہو جو اپنے عہد، میں تمام اُمت سے افضل ہو۔عقلاً و نقلاً۔ص ۶۴

یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ **سیدا کھول اھل الجنۃ** ابوبکراور عمر پیران جنت کے سردار ہیں [1]۔ص ۶۷

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ: من استعمل رجلا من عصابۃ وفی ھذہ العصابۃ من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و کان رسولہ و کان المؤمنین۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے جماعت میں کسی شخص کو عامل بنایا درانحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو اُس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اُس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول اللہ ﷺ کی خیانت کی اور مومنین کی خیانت کی۔ص ۶۶

ثقیفہ میں بیعت ابوبکر کے وقت جب عمر ابوعبیدہ کے پاس بیعت کے لئے گئے تو ابوعبیدہ نے کہا **تاتونی وفیکم ثالث ثلاثۃ** تم ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو [2]۔ص ۶۸

وعد اللہ الذین امنوا۔ **سورۃ النور ۵۵**۔ سے مراد وقت نزول سورۂ نور کے مسلمان ہیں تو یہ واضح ہو گیا کہ معاویہ اور دوسرے خلفائے بنی اُمیہ اور خلفائے بنی عباس اس آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔ ص ۸۷

سھل بن ابی حثمۃ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھجوایا اور سوال کروایا کہ: ہم آپ کے بعد زکواۃ کس کو دیں آپؐ نے ارشاد فرمایا ابوبکر کو۔ حضرت علیؑ نے اس اعرابی سے پوچھا جاؤ پوچھو ابوبکر کے بعد کس کو دینا۔ وہ اعرابی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سوال کیا ابوبکر بعد کس کو تو آپؐ نے فرمایا عمر کو۔ حضرت علی پھر اُس اعرابی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ عمر کے بعد کس کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کو۔ پھر حضرت علی نے اُس اعرابی کو روانہ کیا اور پچھوایا کے عثمان کے بعد کس کو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **تموت فمت** کہ اس کے بعد دنیا رہنے کے قابل نہیں رہے گی تو بھی مرجانا [3]۔ص ۱۱۵ تا ۱۱۶

---

[1] اس حدیث کا ذکر ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات ج ۱ ص ۳۹۸ میں کیا ہے؛ اس کا راوی عبدالرحمٰن بن مالک جس کے بارے ذہبی میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۸۵ میں لکھتے ہیں کہ یہ یضع الحدیث، متروک، کاذب وغیرہ اور دوسرا راوی یونس بن أبي إسحاق ہے جس کا ذکر طبقات المدلسین سلسلہ ۶۶ ص ۳۷ کی فہرست میں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث کی ردہوتی ہے اس حدیث سے جب کہ ایک ضعیفہ نے رسولؐ اکرم سے درخواست کی کہ یارسول اللہ آپ میرے لئے جنت کے لئے دعا کیجئے تو آپؐ نے فرمایا کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی تو وہ رونے لگی تو آپؐ نے سورہ واقعہ کی آیت: ﴿**إنا انشانٰھن ابکارا عربااترابا**﴾ کا حوالہ دیا۔ روي أن النبي ﷺ كان أفكه الناس ـ قالت له عجوز من الأنصار: يا رسول الله أدع لي بالجنة فقال ﷺ إن الجنة لا يدخلها عجوز ـ فبكت المرأة و ضحك النبي ﷺ وقال: أما سمعت قول الله تعالى: ﴿إنا انشانٰھن ابکارا عربا اترابا﴾۔ مراد)

[2] یہ حدیث نقل کی گئی ہے المصنف ابن أبی شیبۃ الکوفی ج ۸ ص ۵۷۳ میں۔ اس کا راوی ہے **حماد بن أسامۃ بن زید بن سلیمان**۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵۸۸ سلسلہ ۲۲۳۵ اس کے لئے لکھا ہے کہ: **کان کثیر التدلیس، عن سفیان ثوری بلا إسناد**۔
ابن حبان اپنی کتاب کتاب المجروحین ج ۱ ص ۲۴ لکھتے ہیں **کثیر الحدیث یدلس** توفی ۲۰۱ ھ؛ طبقات المدلسین ابن حجر سلسلہ ۴۴ ص ۳۳ میں ان کا نام لکھا گیا ہے۔ مراد)

[3] **مجمع الزوائد الھیثمی** ج ۵ ص ۱۷۹ لکھا **رواہ طبرانی وفیہ الفضل بن المختار وھو ضعیف**، اس کے راویوں میں **مسلم بن میمون** ہے میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۸۷ سلسلہ ۳۳۸۱ ضعیف لکھا ہے؛ دوسرا راوی **خالد بن عمر** میزان ج ۱ ص ۶۳۶ سلسلہ ۲۴۴۷، **منکر یضع الحدیث** ہے۔ مراد)

آنحضرت ﷺ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالدین من بعدی واشار الٰی ابی بکر و عمر نے فرمایا اقتدا کرو میرے بعد ان دونوں کی اور آپؐ نے ابوبکر اور عمر کی طرف اشارہ کیا۔ مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۸۵ دوسری روایت ہے مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۹ ۔ا ص ۱۲۰

ا اس حدیث کو دو سلسلوں سے ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے سلسلہ میں وکیع، سفیان، عبدالملک بن عمیر، ربعي بن خراش اور حذیفہؓ۔ دوسرا سلسلہ ہے محمد بن عبید، سالم المرادي، عمرو بن ھرم الازدی، ربعي بن خراش، حذیفہؓ۔ پہلے سلسلہ میں سب سے پہلے وکیع ہے:۔

وکیع بن الجراح: فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔ تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۱۴۰، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وكيع فى خمسمائة حديث۔ ابن مھدی کہتے ہیں کہ انہوں نے اکثر روایتوں میں غلطیاں کی ہیں۔ علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا، اور یہ جھوٹے تھے من كذب بأهل الصدق فهو الكذاب۔ ایسا ہی ابن عساکر نے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۴۴۸ ۳ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۴۳ھ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فيمن تكلم فيه الامام احمد بمدح أولم ابو المحاسن تاليف يوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت میں ہے۔ وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔ سیرۃ النعمان ص ۱۷۵ اعلامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی۔ ۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

سفیان ثوری: سفیان ثوری کا مکمل نام ابوبکر بن محمد بن مسلم سفیان بن سعيد الكوفى ابو عبد الله بن مسروق متوفی ۱۶۲ھ۔ میزان الاعتدال میں ذہبی نے ان کے بارے میں لکھا کہ ان کا مکمل نام سفیان بن سعید بن مسروق ہے اور اس طرح ان کا تعارف کرایا ہے کہ كان يدلس عن الضعفاء، اور پھر لکھتا ہے کہ يدلس و يكتب عن الكذابين! یہ جعل ساز تھا اور الضعفاء میں شمار ہوتا تھا، اور جھوٹ لکھنے والوں میں تھا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۱۶۹ سلسلہ نمبر ۳۳۲۲ طبع دارالفکر بیروت ۔

قال ابن المبارک حدث سفیان بحدیث جئته و هو یدلسه فلما رآنی استحی وقال نرویه عنک۔

ابن مبارک کہتے ہیں کہ ایک دن سفیان ایک روایت میں خرد برد کر رہا تھا دفعتاً مجھے دیکھا تو شرما گیا کہنے لگا میں اس حدیث کو آپ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔

فریانی راوی ہیں کہ سفیان ثوری یہ کہتے تھے کہ ہم نے جس طرح حدیث کو سُنا اور اسی طرح بیان کریں یا کرنا چاہیں تو ایک حدیث بھی بیان نہیں کر سکتے۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۱۷۴ (اردو) طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

ابن معین کا قول کہ سفیان کی روایتیں مثل ہوا کے ہیں۔ تہذیب التھذیب ج ۳ ص ۱۴۰۰ ابن حجر عسقلانی طبع دارالفکر بیروت لبنان۔

عبدالملک بن عمیر۔ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۶۰ سلسلہ ۵۲۳۵ میں ذہبی لکھتے ہیں: قال ابو حاتم ليس بحفاظ، تغير حفظه، احمد کہتے ہیں: ضعيف، أنه ضعفه يغلط، متوفی ۱۲۷ھ

دوسری سلسلے میں محمد بن عبید: میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۶۳۹ سلسلہ ۷۹۲۰ میں ذہبی لکھتے ہیں أرسل حديثا لا يعرف۔

عمرو بن هرم کے بارے میں میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۹۱ سلسلہ ۶۴۶۴ میں ذہبی لکھتے ہیں۔ ضعفه۔

ابن مسعود سے روایت کی گئی ہی کہ وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں ایک بوڑھے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب سماویہ پڑھا ہوا تھا اس کی عمر ۳۹۰ سال تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میں سمجھتا ہوں تم حرم کے رہنے والے ہو؟۔ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اُس نے پوچھا کیا تیمی ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا تم اپنا شکم دکھلاؤ میں نے پوچھا: کیوں؟ ۔ تو اُس نے جواب دیا: مجھے علم صادق سے یہ بات معلوم ہوئی ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اور اُن کے کام میں ایک جوان (فتی) اور ادھیڑ عمر والا مدد دے گا۔ جب میں نے اپنا شکم اُس کا دکھایا تو اُس نے کہا: رب کعبہ کی قسم بس تم ہی ہو۔ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۳۱، اور اُسد الغابة ج ۳ ص ۲۰۷؛ تفسیر الثعالبی ج ۱ ص ۳۱۹۔ص ۲۳۴[ا]

ابوبکر نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ زکواۃ نہ دینے والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو عمر نے اُنہیں روکا اور کہا بجائے قتل کے لوگوں کی تالیف قلب کیجئے، اس پر ابوبکر بگڑے اور عمر سے کہا کہ: اجبار فی الجاھلیة و خوار فی الاسلام(الدرالمنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵) تو جبار تھا دور جہالت اور جب سے اسلام لایا ہے تو بزدل ہو گیا۔ص ۲۳۹

بیعت ابوبکر کے بارے میں کئی متضاد روایات ہیں۔ص ۲۴۰

امام جعفر صادق علیہ السلام کے بارے میں: کتب اسماء الرجال میں مذکور ہے کہ یحیٰ بن سعید قطان سے جو امام جرح و تعدیل ہیں اور امام بخاری کے شیخ ہیں جعفر صادقؑ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا فی نفسی منه شئ و مجالد احب الی منه یعنی میرا دل اُن کی طرف صاف نہیں اور مجالد مجھے اُن سے زیادہ پسند ہے۔ اور امام ابن سعد نے کہا جعفرؑ کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک، جعفرؑ کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے۔ مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب اُن کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے وہ ٹھیک ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقۂ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوءظن دفع ہو گیا۔ اور ائمہ نے اُن سے روایتیں لیں اُن کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا: ثقة لا یسأل عن مثله معتبر ایسے ہیں جس کی مثال نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا هو من ثقات الناس یعنی وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الیٰ جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبیین یعنی جب جعفر بن محمد کو کوئی دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کی نسل سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے اُن کی روایتوں کو جانچا تو جس قدر حدیثیں اُن سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں اُن میں ایک بھی خلاف نہ پائی۔ ساجی نے کہا کان صدوقا مامونا اذا حدث عنه الثقات فحدیثه مستقیم یعنی جعفرؑ سچ بولنے والے اور قابل اعتماد واطمنان تھے، جب معتبر لوگ اُن سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ثقة یعنی معتبر شخص ہیں۔ حتیٰ کہ جن ائمہ اربعہ جرح و تعدیل نے اُن پر جرح کی تھی اُن میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قولِ سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التھذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے اُن سے روایت کی اور امام مالک کی نسبت لکھا کہ وہ امام مالک فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؑ کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں اُن کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ ۴۷۵ تا ۴۷۶۔

[ا] اس روایت کے راویوں کے سلسلے میں تین نام قابل غور ہیں۔

نصر بن إبراھیم میزان الاعتدال میں ج ۴ ص ۲۴۹ سلسلہ ۹۰۲۴ میں مذکور ہے کہ لین الحدیث۔ یہ حدیث میں غیر محتاط ہیں۔

دوسرے ہیں شعبة بن یحییٰ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۷۴ سلسلہ ۳۷۰۱ لا یکتب حدیث۔ اس کی حدیث نہ لکھو۔

تیسرے منصور ہیں ان کے بارے میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۸۳ سلسلہ ۸۷۷۳، متھم بالکذب۔ اس پر جھوٹے ہونے کی تہمت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ یخرج قوم فی اٰخر الزمان اوفی ھذہ الامۃ یقرمون القراٰن لا یجاوز تراقیھم او حلوقھم سیماھم التحلیق اذا رایتمو ھم او القیتموھم فاقتلوھم ابن ماجہ نے بروایت قتادہ انس بن مالک سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگ آخر زمانہ میں اس اُمت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اُن کی علامت یہ ہے کہ اُن کے سر منڈے ہوئے ہوں گے جب اُن کو دیکھو تو اُن کو قتل کر دو۔ص ۵۱۶

مرجیہ اور قدریہ کے بارے میں ابن ماجہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان مجوس ھذہ الامۃ المکذبون باقدار اللّٰہ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتو فلا تشھدوھم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم اس اُمت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو اللہ کی تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں، اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو اُن کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو تم اُن کی جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور تم اُن کو راستہ میں ملو تو اُن کو سلام نہ کرو۔

اور ابن ماجہ نے بروایت عکرمہ، ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ صنفان من ھذہ الامۃ لیس لھما فی السلام نصیب المرجئۃ والقدریۃ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِس اُمت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ اُن کو اسلام سے کوئی حصّہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔ص ۵۱۷

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے (یہاں سے مصنف ازالۃ الخفاء لکھتے ہیں)۔اور میں نے (یعنی مصنف نے) حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب **تخریج احادیث رافعی** میں لکھا ہے کہ انہوں نے عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صَرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلّت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے بُرا ہوگا (اسی روایت کو نقل کیا گیا ہے ابن عساکر ج ۵۹ ص ۴۱۹؛ عون المعبود عظیم آبادی ج ۱۲ ص ۱۸۷)۔ص ۵۱۹

صاحب ہدایہ نے یہ لکھا کہ امام مالک کے نزدیک متعہ حلال ہے (حاشیہ ۵۱۹)

سعید بن میسّب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ ہوا تو اُس میں سے جو بدر میں شریک تھے کوئی باقی نہیں رہا (یعنی جب عثمان قتل ہوئے) اور دوسرا فتنہ حدیبیہ میں سے کوئی نہیں رہا یعنی واقعہ حرّہ۔(حالانکہ عثمان بدر شریک نہیں ہوئے تھے اور قتل عثمان کے وقت کئی اکابر صحابہ جیسے حضرت علیؓ موجود تھے)ص ۵۲۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: آگاہ رہو تم میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہوگے۔حضرت علیؓ نے پوچھا میرے دین کی سلامتی رہے گی۔آپؐ نے فرمایا: ہاں تمھارے دین کی سلامتی رہے گی۔ص ۵۹۴

جمل۔رسول اللہ ﷺ نے اس حادثہ کی خبر دی ہے۔حوأب کے کتوں بھونکنا اور عائشہ کا سُن کر یہ کہنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔(حاشیہ۔یہ سب سے پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں میں باہم ہوئی دونوں طرف اکابر صحابہ تھے وہی فتنہ انگیز باغی جنھوں نے عثمان کو شہید کیا تھا۔ طرفین سے ۱۳ ہزار مسلمان قتل ہوئے)۔ص ۵۹۳

یہ فتنہ (یعنی جمل) مدینہ طلحہ وزبیر کے سبب ہوا۔ص ۵۹۴

صفین جب اہل شام نے مصحف اُٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمھارے درمیان یہی حکم ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ص ۵۹۴

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمّت سے یاد کیا ہے۔ص ۵۹۵

علامہ ذہبی نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کے خلاصہ میں نقل کیا ہے'' واما یزید یأمر بقتل الحسین باتفاق اھل النقل (المنتقی من منھاج

الاعتد ال ص ۲۶۷) آگے واقعہ حرہ مدینہ کی تباہی مذکور ہے۔ص ۵۹۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں سے ہوں گی۔آپؐ نے فرمایا جب بنی اُمیہ کی تعداد ۴۰ تک ہو جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کے مال کو بخشش اور اللہ کی کتاب کو کھیل بنا دیں گے،۔بنی اُمیہ کے بارے میں مزید۔ص ۵۹۹ تا ۶۰۰۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ایسے لوگ ہیں اللہ ہمارے لئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔میرے اہل بیت میرے بعد آزمائش اور مصیبت اور جلاوطنی میں مبتلا ہوں گے۔یہاں تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے حکومت ہوگی اور وہ دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے۔ص ۶۰۷

جلد دوم

سال عمر ابنته حفصة کم تصبر المرأة عن الرجل فقالت ستة اشھر: حضرت عمر اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا کہ عوت بغیر مرد کے کتنے دن صبر کرسکتی ہے۔تو حفصہ نے انہیں بتلایا کہ چھ مہینہ ۔الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۷۳؛المصنف عبدالرزاق الصنعائی ج ۷ ص ۱۵۸۔ص ۱۸

عن عمر قال واللّٰہ انی لاکرہ نفسی فی الجماع رجاء ان یخرج منی نسمة تسبح حضرت عمر نے فرمایا کہ میں جماع کے لئے اپنے نفس کو اس لئے مجبور کرتا ہوں کہ میرے منی کے قطرے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔(مترجم نے یہ'' لکھا کہ جو بچہ ہوجائے وہ اللہ کی تسبیح کیا کرے''۔اسی کتاب کو جو محمد سعید اینڈ سنز نے طبع کیا ہے اس کے مقصد اول ص ۳۷۷ میں ترجمہ یوں لکھا ہے: میں جماع کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے کہ جماع کرنے سے میرے جسم سے وہ قطرات نہ نکل جائیں جو تسبیح کرتے ہیں۔مراد)۔الدرالمنثور ج ۱ ص ۲۷۴؛کنزالعمال ج ۱۶ ص ۴۸۷ سلسلہ ۴۵۵۸۶؛السنن الکبری البھیقی ج ۷ ص ۷۹۔ص ۱۸

ایک شخص تھا جس کو صبیغ کہا جاتا تھا وہ جب مدینہ آیا اور اُس نے لوگوں سے قرآن کی متشابہات آیات کے بارے میں سوال کرنا شروع کیا۔اُس کو عمر ابن خطاب نے بُلا بھیجا اور اس کے لئے کھجور کی چھڑیاں مہیا کرلی تھیں۔ جب وہ آیا تو اُس سے حضرت عمر نے پوچھا: تو کون ہے؟۔تو اُس نے کہا: کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اللہ کا بندہ عمر۔اِس کے بعد آپ نے اُن چھڑیوں میں سے ایک لے کر اُس شخص کو مارنا شروع کیا یہاں تک اُس کے سر کو لہولہان کردیا۔اُس نے کہا: بس امیرالمؤمنین، بس کافی ہے اب وہ چیز نکل گئی جو میں اپنے سر میں پاتا تھا۔ص ۲۹

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم عمر ابن خطاب کے پاس بیٹھے تھے۔ایک شخص نے اُن سے پوچھا قرآن کے بارے میں کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔عمر خطاب نے اُس شخص کے کپڑوں کو مٹھی سے پکڑ کر حضرت علیؑ کے پاس لے آئے۔اور حضرت عمر نے کہا: اے ابوالحسنؑ ۔ یہ مجھ سے پوچھتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ص ۳۰

کنتم خیر امة سے مراد ابتدائے زمانہ اسلام کے لوگ ہیں آخر زمانہ والے اصحاب نہیں۔اگر تمام اصحاب مراد ہوتے تو اللہ فرماتا انتم خیر اُمة ۔ یہاں کنتم سے مراد اصحاب محمد ﷺ کے خواص سے متعلق ہے۔ص ۳۱

عمر ابن خطاب نے فرمایا قال عمر لا تغالوا فی مھور النساء فقالت امراة لیس لک ذلک یا عمر ان اللّٰہ یقول واتیتم احداھن قنطارا من ذھب قال و کذلک فی قراءة ابن مسعود فقال عمر ان امراة خاصمت عمر فخصمته کہ عورتوں کے مہر دینے حد سے زیادہ گراں نہ کرو تو ایک عورت نے کہا: تمہیں اس میں دخل دینے کا حق نہیں ہے اے عمر! اللہ تعالی فرماتا ہے کہ واٰتیتم احداھن(۴:۲۰) تو عمر نے کہا ایک عورت نے عمر سے جھگڑا کیا اور وہ غالب آ گئی۔ص ۴۳

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ اُس کے پاس نہیں گیا تھا کہ اُس نے اُس عورت کی ماں کو دیکھا تو وہ اُس کو پسند آ گئی تو اُس نے ابن مسعود سے فتوی پوچھا تو اُنھوں نے اُس کو یہ حکم دیا کہ اُس منکوحہ عورت کو طلاق دے کر مفارقت کرلے اور پھر اُس کی ماں کے نکاح کرلے تو اُس نے ایسا کرلیا اور اُس عورت سے اولاد بھی ہوئی۔ پھر ابن مسعود کا مدینہ آنا ہوا تو انہوں نے عمر سے اس مسئلہ پر سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک نہیں کیا۔جب ابن مسعود واپس گئے تو اُس شخص کو بلا کر سمجھایا اور اس عورت کو علیحدہ کردیا(الدر المنثور ج ۲ ص ۱۲۵)۔ص ۴۳

عمر سے پوچھا گیا دو لونڈیوں کے بارے میں جو بہنیں تھیں کہ اُن سے مقاربت کی جائے؟ تو عمر نے منع کیا۔ یہی سوال عثمان سے کیا گیا تو عثمان نے کہا ایک آیت تو حلال کہتی ہے یعنی واحل لکم ماوراء ذلکم اور دوسری آیت حرام کہتی ہے۔یعنی وان تجمعوا بین الاختین۔پھر یہ اُٹھ کر حضرت علیؑ

کے پاس اس مسئلہ کو پوچھا آپ نے فرمایا اگر حکومت میں میرا دخل ہوتا اور کسی کو ایسا کرتا پاتا تو میں اُس پر حد جاری کرتا (یعنی حرام)۔ص ۴۳ تا ۴۴

عبداللہ ابن عمر سے کسی نے متعہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: حرام ہے۔ سوال کرنے والے کہا: ابن عباس تو اس کے حلال کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے کہا: عمر کے دور میں یہ کیوں نہیں (فهلا تزمزم) گنگنائے۔ص ۴۴

انس سے مروی ہے کہ قرآن میں نزول مسح کا ہوا ہے۔ اور سنت دھونا ہے (یعنی معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کا عمل قرآن کے خلاف تھا۔ مراد)۔ص ۵۴

مروی ہے ابن عباس سے کہ انھوں نے کہا کہ سب لوگوں نے وضو میں (پیر دھونے) غسل کے سوا کا انکار کیا۔ اور میں کتاب اللہ میں مسح کے سوا اور کچھ نہیں پاتا۔ اور مروی ہے کہ ابن عباس سے انھوں نے کہا وضو دو اعضاء کا دھونا اور دو اعضاء کا مسح ہے کیا تم دیکھتے نہیں تیمّم میں جہاں غسل ہے وہاں مسح رکھدیا گیا ہے۔ ص ۵۴

ذکر سورۃ براءت کا ابوبکر سے لیکر حضرت علیؑ کو دینا اور آنحضرت ﷺ نے ثم دعاه فقال لا ينبغى لاحد ان يبلغ هذا الا رجل من اهلى فدعا عليا و اعطاه اياه ابوبکر کو بلوایا اور فرمایا کسی اور اس کا پہنچانا مناسب نہیں بجز ایسے شخص سے جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔ اے ابوبکر اپنی طرف سے پہنچانے کا حق کسی کو نہیں الا انا و رجل منى سوائے میرے یا میرے سے ہو (ابوبکر کا واپس بلانا لکھا ہے۔ اور یہاں یبلغ ہے جس کے معنی تبلیغ کرنا ہے صرف آیات کا پڑھنا نہیں تھا۔ مراد)۔ص ۹۸

و كونوا مع الصدقين ۹:۱۱۹ ابن عباس کا یہ قول ہے کہ علیؑ ابن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ (الدر منثور ج ۳ ص ۲۹۰؛ ابن عساکر ج ۲ ص ۳۶۱؛ فتح القدیر الشوکانی ج ۲ ص ۴۱۴؛ تہذیب الکمال ابو الحجاج یوسف المزی متوفی ۷۴۲ ھ ج ۵ ص ۸۴)۔ ص ۱۱۳

مروی ہے حضرت علیؑ (معاذ اللہ) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس رات مجھ کو آسمانوں کی سیر پر لیجایا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبكر الصديق و عمر الفاروق و عثمان ذوالنورين۔ (میزان الاعتدال امام ذہبی حالات علی بن جمیل ج ۳ ص ۱۱۷؛ اور ابن حجر نے کتاب السان المیزان ج ۴ ص ۲۰۹ میں اس کو رد کیا ہے اور کہا یہ حدیث موضوع ہے۔ مراد) ص ۱۴۸

عن انس قال قال رسول الله ﷺ لما عرج بى رأيت على ساق العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلى:

انس سے مروی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا اله الا الله محمد رسول الله ايدته بعلى ۔ (ابن عساکر ج ۷ ص ۳۴۴؛ خطیب بغدادی ج ۱۱ ص ۱۷۳ سلسلہ ۵۸۷۶؛ الدر المنثور ج ۴ ص ۱۵۳؛ معجم کبیر طبرانی ج ۲۲ ص ۲۰۰؛ شواھد التنزیل ج ۱ ص ۲۹۸؛ نظم درر السمطین الراوندی ص ۱۲۰۔ص ۱۴۸

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؑ سے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے اور میرے وارث ہو۔ تو حضرت علی نے پوچھا میں وراثت میں کیا لوں گا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاء چھوڑا کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا انبیاء نے کیا وراثت میں چھوڑا تھا؟۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب اور سُنت اور تم جنت میں میرے ساتھ میرے قصر میں ہوگے میری بیٹی فاطمہؑ سمیت اور تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ص ۱۷۵ تا ۱۷۶ (معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۲۲۱؛ الثقات ابن حبان ج ۱ ص ۱۴۲؛ الدر المنثور ج ۴ ص ۱۷۳؛ سير العلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۱۴۲؛ نہج الایمان ابن حجر ص ۳۷۹؛ الضحاک الاحاد والثانی ابن ابی عاصم متوفی ۲۸۷ ھ ج ۵ ص ۱۷۲) ص ۱۷۵ تا ۱۷۶۔

ابوبکر نے عائشہ کو مارنے کے ارادے سے جوتی اُٹھائی تھی۔ النعل ليعلونى (الدر المنثور ج ۵ ص ۱۳۱؛ سھل الھدیٰ والرشاد ج ۹ ص ۷۰؛ الصالحی الشامی

ج ۱۱ص ۱۴۸)۔ص ۱۸۲

نبی ﷺ تقریبا بیس سال تک خفیہ طور پر اللہ کی وحدانیت اور اُس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے۔ص ۱۸۵

مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمر ابن خطاب ایک شخص کے پاس سے گذرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو انہوں نے اس کو غور سے سُنا اُن کو اچھا معلوم ہوا اور اُس شخص سے کہا کیا اس کتاب میں سے تو مجھے کچھ لکھ کر دے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ عمر ابن خطاب ایک چمڑا بازار سے خرید کر لے آئے پھر اُس کو لکھنے کے قابل بنایا اور اُس شخص کے پاس لے کر آئے۔ اُس شخص نے اُس کے اوپر باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر عمر اُس کو نبیؐ اکرم ﷺ کے پاس لائے اور اُس کو آپؐ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور ادھر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیّر ہونا شروع ہوا تو انصار میں سے ایک نے اُس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے خطاب کے بیٹے! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھے گا اور تو یہ تحریر پڑھتا جا رہا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور اُن کے فواتح ورمیرے لئے کلام کو پورے طور پر مختصر کر دیا گیا۔

یہ لاپرواہی تمہیں ہلاک نہ کر ڈالے۔(الدر المنثور ج ۵ ص ۱۴۸، المصنف ج ۱۱ ص ۱۱۱ سلسلہ ۲۰۰۶۲ ابی بکر عبد الرزاق متوفی ۲۱۱ ھ)۔ص ۱۹۷

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ عمر نے جماعت سے کہا کہ :''**الحمد للہ** ''کو ہم جانتے ہیں یعنی حمد کے معنی کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد کرتے ہیں، اور **لا** الہ الا اللہ کے معنی کہ اللہ کے سوا بہت سے معبودوں کی پرستش ہوتی تھی، اور رہا اللہ اکبر وہ تو ظاہر ہی ہے ہر نماز پڑھنے والا تکبیر کہتا ہے۔ آپ صاحبان بتلائیں کہ **سبحان اللہ** کیا ہے؟۔ ایک شخص نے کہا اللہ اعلم (اللہ سب سے بڑا عالم ہے)۔ تو عمر نے کہا عمر بڑا بدبخت ہوگا اگر اس کو اتنی خبر بھی نہ ہو کہ اللہ اعلم نہ معلوم ہو۔ اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ اسم ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ممنوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اُس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی **صفات مختصّہ** میں اُس کو شریک کرے مثلاً یہ کہے کہ خدا باپ ہے فلاں کا، اور اُسی کی طرف ہر وقت خلق رجوع ہوتی ہے اور یہ بات اُس کو (**اللہ سبحانہ**) کہنا پسند ہے۔(مذکور ہے یہ الدر المنثور ج ۵ ص ۱۵۴؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۶۴ سلسلہ ۴۷۳۹)ص ۱۹۹

عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اس بات کا علم اُس فلاں شخص کو ہوا اور وہ عمر ابن خطاب کے پاس آیا اور اُس نے عمر سے پوچھا: کیا میں نے اسلام میں رخنہ کیا؟ عمر نے کہا: نہیں۔ پھر اُس نے پوچھا: کیا میں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے؟۔ عمر نے کہا نہیں پھر اُس شخص نے پوچھا کیا میں نے اسلام میں کوئی احداث یعنی بدعت کیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس پر اُس شخص نے پوچھا: پھر کیا بات ہے آپ مجھ سے بغض رکھتے ہیں؟۔ حالانکہ اللہ فرماتا والذین یوذون المومنین والمومنات۔۔۔ سورہ احزاب۔ آپ نے مجھے ایذا پہنچائی اللہ تم کو معاف نہ کرے۔ عمر یہ سُن کر اُس شخص سے معافی مانگنے لگے (الدر المنثور ج ۵ ص ۲۲۰؛ کنز العمال ج ۲ ص ۴۸۱ سلسلہ ۴۵۵۲)۔ص ۲۱۲ تا ۲۱۳۔

عمر ابن خطاب کسی کنیز کو گھونگھٹ کی اجازت نہیں دیتے تھے کسی ایک کنیز ایسا کئے ہوئے دیکھا تو اُس کو اپنے درے سے مارا اور کہا: اپنے حجاب کو اُلٹ، آزاد عورتوں کے مشابہ نہ بن۔ (مذکور ہے الدر المنثور ج ۵ ص ۲۲۱؛ المصنف ج ۲ ص ۱۵۳)۔ص ۲۱۳

عمر کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ اُس کے حرامی ہونے کے تصور میں عمر نے اُس پر رجم کرنا چاہا۔ حضرت علی نے منع کیا اور فرمایا کہ قرآن میں **و حملہ و فصالہ ثلثون شھرا** (۴۶:۱۵) پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلانے کے تیس مہینے ہوتے ہیں اور پھر قرآن ہی میں ہے کہ **فصالہ فی عامین** (۳۱:۱۴) اور دو برس میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے۔ یہاں مدت حمل (۳۰) تیس ماہ میں سے چوبیس (۲۴) ماہ نکال لو تو چھ (۶) مہینے باقی رہتے ہیں۔ عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا (الدر المنثور ج ۱ ص ۲۸۸؛ کنز العمال ج ۵ ص ۴۵۷ سلسلہ ۱۳۵۹۸)۔ص ۲۴۴

حدیبیہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عمر ابن خطاب کو جب جانے کے لئے کہا تو عمر نے کہا یا رسول اللہ!

وہاں مجھے امن نہیں ہے ۔چنانچہ انکار کیا جانے کے لئے۔ص ۲۵۶

مروی ہے ابن ملیکہ سے اُنھوں نے کہا کہ دونوں ابوبکر اور عمر ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی ﷺ کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کر لی تھیں۔ جب سورۂ حجرات کی آیت نازل ہوئی یا ایھاالذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم (۲:۴۹) (بخاری ج ۶ ص ۴۶ اور ج ۸ ص ۱۴۵؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۸۴)۔ص ۲۶۴

عمر ابن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ جس میں انہوں نے کہا کہ وہ جب سورۂ حدید کی یہ آیت اٰمنو باللہ و رسولہ وانفقوا مما جعلنکم مستخلفین تو میں نے فوراً اشھد ان لآ الٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کہا۔(واضح رہے یہ سورہ مدنی ہے۔تفصیل آگے مذکور ہے۔مرآد)۔ص ۲۷۹

اصحاب نبی ﷺ میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار سے بطریق استفاضہ ثابت ہے۔چنانچہ خالد بن ولید کا عبدالرحمٰن بن عوف سے تکرار اور رسول اللہ ﷺ کا اولین کے اصحاب کی تعریف کرنا اسی سورہ حدید کی تفسیر میں موجود ہے۔ص ۲۸۰

ابن عباس سے کہ فرمایا جب اللہ تعالی نے قلوب مہاجرین کو دین سے غافل پایا تو بطور عتاب یہ سورہ حدید،نزول قرآن سے تیرھویں سال کے شروع میں نازل کیا۔مروی ہے اعمش سے کہا انہوں نے جب اصحاب نبی ﷺ مدینہ میں آئے تو اُن کو زندگی کی جو راحت اور آسائش ملنی تھی ملی بعد اُس کے جس جد جہد میں وہ مبتلا تھے وہ اُس سے رک گئے اپنے بعض اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے لوٹ گئے تو بطور عتاب یہ آیت سورہ حدید آیت ۱۶ ۔نازل ہوئی الم یان للذین امنوا۔۔الخ۔ان کے دل سخت ہوگئے اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔(تفسیر جلالین اور الدر المنثور ج۶ ص ۱۷۵)۔ص ۲۸۱

ابن مسعود سے روایت ہے کہ بیشک مرد خدا اپنے بستر پر مرتا ہے اور شہید ہوتا ہے۔(المصنف ج۵ ص ۲۶۸؛ الدر المنثور ج۳ ص ۲۸۲؛ الکامل ابن عدی ج۶ ص ۳۸۸؛ فتح القدیر الشوکانی ج۲ ص ۴۰۹)۔ص ۲۸۲

ابوبکر نے اپنے باپ ابوقحافہ کو اتنی زور سے طمانچہ مارا کے وہ گر گیا۔ص ۲۸۵

ھندہ ام معاویہ نے جب بیعت کرنے آئی تو اپنے کو چھپائے ہوئے تھی۔اس سے اس بات پر بیعت لی گئی کہ چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرے گی۔ص ۲۹۵

جمعہ کی نماز کے لئے دو اذان عثمان کی ایجاد ہے۔لوگوں نے اس امر پر اعتراض نہیں کی، ہاں جب انھوں نے منیٰ میں پوری نماز پڑھی تو لوگوں نے اعتراض کیا عذر یہ پیش کی گیا کہ قرآن میں یہ آیت ہے کہ فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ سورۃ النساء آیت ۱۰۱ یعنی قصر کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔[۱] ص ۲۹۷ تا ۲۹۸

سائب نے کہا کہ جب ہم عمر کے زمانے میں نماز پڑھتے ہوتے تھے اور پھر جب عمر نکلتے تو آ کر منبر پر بیٹھ جاتے تھے تو ہم لوگ نماز پڑھنا بند کر دیتے تھے اور عمر ہم سے باتیں کرتے تھے اور بسا اوقات عمر اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر بازار کا اور درہموں کا سوال کر لیتے (یعنی اشیاء کا بھاؤ) حالانکہ اس وقت موذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا۔جب موذن اذان ختم کر دیتا تب وہ کھڑے ہو جاتے تھے۔ص ۲۹۸

خرشہ بن الحر سے روایت ہے کہ ایک دن عمر ابن الخطاب میرے پاس آئے ایک تختی دیکھی جس پہ لکھا تھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ

---

[۱] اس دلیل کے جواب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے احکام میں بھی یہی ارشاد فرمایا تھا فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما سورہ بقرہ ۱۵۸۔امامؑ نے سوال کیا: کیا سعی رکن حج ہے کہ نہیں؟ جس کے عمداً نہ کرنے اور سہواً نہ کرنے پر حج باطل ہے؟۔دوسری تاویل پیش کی گئی کہ عثمان نے منیٰ میں اقامت کی نیت کر لی تھی۔یہ اور بھی غلط ہے اس لئے ۱۲ تاریخ کو منیٰ سے نکلنا ضروری ہے۔مرآد

فاسعوا الیٰ ذکر اللہ۔تو عمر نے مجھ سے پوچھا یہ کس نے لکھ کر دیا؟ میں نے کہا: اُبی بن کعب نے۔فرمایا: اُبی ہم میں منسوخ آیتوں کا سب سے بڑا قاری ہے۔ اس کو فامضوا الیٰ ذکر اللہ پڑھو۔ص ۲۹۸

جب عمر ابن خطاب کو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دیدیا ہے تو وہ عائشہ کے پاس گئے اور پوچھا اے ابوبکر کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔تو عائشہ نے جواب دیا اے خطاب کے بیٹے تجھے مجھ سے باز پرس کرنے کا کیا حق ہے؟۔(مسلم ج ۴ ص ۱۸۸؛ فتح الباری ج ۹ س ۲۳۴؛ کنز العمال ج ۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۴۶۶۴؛ الدر المنثور ج ۶ ص ۲۴۲)۔ص ۳۰۴

واقعہ غدیر راوی زید بن ارقم۔انی تارک فیکم ثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدیٰ و النور فخذوا بکتاب الله و استمسکوا به فحث علی کتاب و رغبه فیه ثم قال و اهل بیتی اذکر کم الله فی اهل بیتی اذکر کم الله فی اهل بیتی۔میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اُن میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔کتاب اللہ کو پکڑو اس کو سنبھالے رہو پھر فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (تکرار کے ساتھ فرمایا)۔ص ۴۴۴ تا ۴۵۴۔

زید ابن ارقم نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور وہ ہیں آل علیؑ اور آل عقیل وآل جعفر اور آل عباس۔(مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۷؛ امام احمد فضائل الصحابہ ص ۲۲؛ مسلم ج ۷ ص ۱۲۳؛ السنن الکبری البھیقی ج ۲ ص ۱۷۹ اور ج ۷ ص ۳۱؛ شرح مسلم النووی ج ۱۵ ص ۱۸۰؛ معجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۱۸۳)۔ص ۴۴۶

نہایہ میں ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت ﷺ کے اُن اہل بیت کو کہتے ہیں جن پر زکواۃ حرام ہے۔ حاشیہ ص ۴۴۷

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جناب مرتضیٰ کے متعلق کہ تم میں فصل خصومات کی سب سے زیادہ صلاحیت علیؑ میں ہے اور یہ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں اقضاکم علی ، وانا مدینة العلم و علی بابها۔(''أقضاکم علی ''مذکور ہے فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۸۷؛ تفسیر قرطبی جلد ۱۵ ص ۱۶۲، ۱۶۴؛ المستصفی الغزالی ص ۱۷۰؛ ابن عساکر ج ۵۱ ص ۳۰۰۔ص ۶۲۲

جلدسوم

عن عائشة قالت قال ابوبکر لما جال الناس عن رسول اللہ ﷺ یوم اُحد اوّل من فاء (رجع) ۔عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر نے فرمایا کہ جب لوگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے تو میں سب سے پہلے واپس لوٹا (**المنجد ۔ حرف "ج" ص ۱۷۹ جال القوم جولة یعنی** بھاگ جانے کے بعد واپس آنا) (مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنز العمال ج ۱۰ ص ۴۲۵ سلسلہ ۳۰۰۲۵؛ طبقات ابن سعد حالات طلحہ ج ۳ ص ۲۱۸) ۔ص ۴۸

استأذن ابوبکر علی النبی ﷺ و سمع صوت عائشة عالیا فلما دخل تناولها لیلطمها و قال لا اراک توفعین صوتکِ علی رسول اللہ ﷺ ابوبکر نے نبی ﷺ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور اُنھوں نے عائشہ کی آواز کو سُن لیا جو اُونچی ہو رہی تھی، جب گھر میں داخل ہوئے تو اپنا ہاتھ عائشہ کی طرف بڑھایا تا کہ طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ آیندہ میں نہ دیکھوں گا کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند کرے۔
(مسند احمد ج ۴ ص ۲۷۵؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۷۷۴؛ فتح الباری ج ۷ ص ۱۹) ۔ص ۵۸

ابوبکر نے ایک پرندے کو دیکھا تو کہنے لگے اے پرندے تجھے مبارک ہو واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔تو درخت پر آتا ہے اور اس کا پھل کھاتا ہے اور اُڑ جاتا نہ تجھ پر حساب اور نہ عذاب۔واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اُونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے منہ میں داخل کر لیتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مجھے مینگنی بنا کر خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا۔(کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۲۸ سلسلہ ۳۵۶۹۹۔اور ایسی ہی تمنا اِن کی بیٹی حضرت عائشہ کی بھی تھی ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد حالات عائشہ ج ۸ ص ۷۴۔)ص ۸۴

اما حذیفة من النبی ﷺ واما اخبره ابوبکر ان النبی ﷺ قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقلت یا رسول اللہ و هل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک یا ابن ابی قحافة الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل مروی ہے حذیفہ سے کہ وہ روایت کرتے ہیں ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرک تم میں زیادہ پوشیدہ ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ شرک تو یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کریں،فرمایا تیری ماں تجھے روئے اے ابو قحافہ کے بیٹے! تم میں (فیکم) شرک چیونٹی کی رفتار سے موجود ہے۔(اس روایت کا ذکر کئی معتبر کتابوں میں موجود ہے مثلاً مجمع الزوائد الهیثمی ج ۱۰ ص ۲۲۴؛ مسند ابی یعلی احمد بن یعلی متوفی ۳۰۷ھ ج ۱ ص ۶۱؛ کنز العمال ج ۳ ص ۸۱۶ سلسلہ ۸۸۴۷) ۔ص ۸۹

واقعہ ثقیفہ: اس میں کئی متضاد روایتیں ہیں۔کسی میں ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سُنا ابوبکر کی بیعت ہوگئی تو آپ فوراً بے تحاشا ایسے گھر سے نکلے کہ صرف جسم پر کرتہ تھا اور فوراً جا کر بیعت کر لی۔ایک روایت ہے جب سب بیعت کر چکے تو ابوبکر نے پوچھا: علیؑ کہاں ہے ؟ تو لوگ حضرت علی کو پکڑ کر لائے اور آپ نے فوراً بیعت کر لی،ایک اور روایت ہے کہ چھ ماہ کے بعد جب جناب سیدہ کی شہادت ہوگئی اور لوگوں کی توجہ آپ سے کم ہوگئی تو آپ نے ابوبکر کے پاس پیام بھجوایا اور دوسرے دن بیعت کر لی۔ایک روایت ہے کہ جب بیعت عامہ ہوئی تو سادات اہل بیت نے خلاف کیا مگر حضرات شیخین نے حُسن تدبیر سے اس مشکل کو بھی آسان کر دیا۔ص ۹۷ تا ۱۰۱

مروی ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں اور اُس کی نماز بھی ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے۔عمر نے ابوبکر سے کہا کہ آپ اُن سے قتال کریں گے جو زکواۃ نہیں دے رہے ہیں جب کہ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اس کے بارے میں نہیں ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا نماز اور زکواۃ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ ابوبکر نے بروئے قیاس جلی زکواۃ کو اس پر قیاس کیا۔ عمر نے کہا میں نے ابوبکر کے سینہ کو قتال کے لئے کشادہ دیکھا (ذکر اس کا ہے صحیح بخاری جلد ۸ ص ۱۴۱؛ مسند احمد ج ۱ ص ۳۶)۔ ص ۱۰۴

فقال والذی لا الہ الا ھو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ﷺ ماردت جیشا۔ ابوبکر نے اُن اصحاب سے جو لشکر کو بلانے کے حق میں تھے کہا: خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی ﷺ کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا (ابن عساکر ج ۲ ص ۶۰؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۰۲ سلسلہ ۱۴۰۶۶؛ البدایۃ والنھایۃ ابن کثیر ج ۶ س ۳۲۶)۔ جب عمر نے اصرار کیا اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو ابوبکر نے جواب دیا کہ تو جاہلیت میں جبار تھا اور اسلام لانے کے بعد بزدل ہو گیا **اجبار فی الجاھلیة و خوار فی الاسلام** (**الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۱؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۴۹۴ سلسلہ ۳۵۶۱۵**)۔ ص ۱۰۵

فلمابلغ ذلک عمر ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمةؑ فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احد احب الینا من ابیک ومامن احد احب الینا بعد ابیک منک وایم اللہ ماذاک بما نعی ان اجتمع ھؤلآء النفر عندک ان امربھم۔ ان یحرق علیھم البیت۔ عمر ابن خطاب کو جب یہ خبر ملی کہ لوگ خانہ سیدہ میں جمع ہیں تو یہ نکلے اور حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور کہا اے رسولؐ کی بیٹی واللہ یہ محبت آپ کی اور آپ کے والد کی مجھے روک نہیں سکتی اس بات سے اگر یہ لوگ جو آپ کے پاس جمع ہیں تو میں اُن کے بارے میں حکم دوں کہ اُن کے اُوپر آپ کے اس گھر کو جلا ڈالوں۔ المصنف ابن ابی شیبۃ ج ۸ ص ۵۷۲؛ کنز العمال ج ۵ ص ۶۵۱ سلسلہ ۱۴۱۳۸۔ ص ۱۰۹

فوجدت فاطمة علی ابوبکر فی ذلک فھجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبی ﷺ ستة اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علیؑ لیلا ولم یؤذن بھا ابابکر و صلی علیھا حضرت فاطمہؑ، ابوبکر سے ناراض ہو گئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہ کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا تو اُن کے شوہر نے اُن کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکر کو نہیں دی۔ (اس روایت کا ذکر کئی کتابوں کیا گیا مثلاً صحیح بخاری کتاب المغازی باب خیبر جلد ۵ ص ۸۲؛ صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۵۴)۔ ص ۱۱۲

وان ابابکر جعل الجد ابا ولکن الناس تحیروا ابوبکر نے جد کو باپ قرار دیا لوگ اس بات پر حیرت میں مبتلا رہے (مسند احمد ج ۴ ص ۴) اس کے بعد **کلالہ** کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں اکثر صحابہ کو عجز لاحق ہوا۔ **عقبہ بن عامر جھنی** کا قول ہے کہ اصحاب کسی الجھن میں نہیں پڑے جس قدر الجھن میں **کلالہ** کے بارے میں۔ **فان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطأ فمنی و من الشیطان** ابوبکر نے کہا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا اور وہ اگر صحیح ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو وہ میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن دارمی ج ۲ ص ۳۶۶؛ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۴۶۹)۔ ص ۱۱۷

فقال الناس أتستخلف علینا فظا غیلظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ۔ ابوبکر نے عمر ابن خطاب کو خلیفہ بنانے کے لئے وصیت کرنی چاہی تو لوگوں (طلحہ) نے کہا کہ آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تند مزاج اور سخت دل ہے اور وہ اگر ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تند مزاج اور سخت دل ہو جائے گا۔ (**المصنف ابن ابی شیبة** ج ۷ ص ۴۸۵؛ المعیار والموازنة أبی جعفر الاسکانی المعتزلی **متوفی ۲۲۰ھ** ص ۴۷؛ شرح نھج البلاغه

ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۱۶۴ (انہوں نے لوگوں کی جگہ طلحہ کا نام لکھا ہے؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۲)۔ص ۱۲۲

قال له يا ابن الخطاب انى انما استخلفتك نظرا لما خلفت ورائى۔ وحذرك هؤلآء النفر من اصحاب محمد ﷺ الذين قد انتفخت اجوافهم و طمحت ابصارهم واحب كل امرءٍ منهم لنفسه وان لهم لخيرة عند زلة واحدة منهم فاياك ان تكون واعلم انهم لن يزالوا منك۔ جب عمر ابن خطاب کو ابوبکر نے خلافت کے لئے نامزد کر دیا تو کہا: اے ابن خطاب! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوئے جو تم نے میرے لئے کیا۔ میں تم کو اصحاب محمد ﷺ میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور اُن لوگوں کی نگاہیں اونچی ہوگئیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ (تاریخ مدینہ ابن شبة النميرى ج ۲ ص ۶۷۳؛ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۴۱۶؛ کنزالعمال ج ۵ ص ۶۷۹ سلسلہ ۱۴۱۸۰)۔ص ۱۲۴

وعن عرفجة السلمى قال قال ابوبكر ابكو فان لم تبكوا فتباكوا۔ عرفہ سلمی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرتبہ ابوبکر نے فرمایا روو۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنالو۔ص ۱۲۸

مروی ہے اسلم مولٰی عمر سے کہ عمر ایسے وقت میں ابوبکر کے سامنے گئے جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر نے کہا اے خلیفئہ رسول اللہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تو فرمایا کہ یہی وہ ہے جس نے مجھے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ (الدر المنثور ج ۲ ص ۲۲۱؛ کنزالعمال ج ۳ ص ۸۳۴ سلسلہ ۸۸۹۰)۔ص ۱۲۹

خالد یعنی خالد بن سعید اور اُن کے بھائی رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابوبکر نے کہا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنا عہدہ عمالت سے لوٹ آئے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے عمال میں سے کوئی تم سے زیادہ اس عمل کا حقدار نہیں اس لئے اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ابو اجنحة کی اولاد ہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے ملازمت نہیں کریں گے۔ پھر یہ سب شام چلے گئے اور ان سب کو قتل کر دیا گیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۴۹) ص ۱۳۷

قتیلہ بنت اشعث سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی تو اُن سے حضرموت میں عکرمہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابوبکر کو پہنچی تو کہا یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر نے کہا کہ وہ امہات المؤمنین میں سے نہیں ہیں۔ (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۸؛ اسد الغابة ج ۵ ص ۵۳۳؛ الاصابة ج ۸ ص ۲۹۲)۔ص ۱۳۹

اسلم مولیٰ عمر ابن خطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن قیس کی طرف جب کہ وہ زنجیروں میں بندھا ہوا تھا اور وہ فعلت و فعلت کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسے کام کئے اور بھی کئے) اپنے جرائم کا اقرار خود کر رہا تھا۔ یہاں تک آخر کلام میں میں نے سُنا اشعث کہہ رہا تھا ابوبکر سے کہ: آپ مجھ کو باقی رکھئے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابوبکر نے ایسا ہی کیا۔ ابوعمر کہتے ہیں ابوبکر کی بہن اُم فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ ماں ہیں محمد بن اشعث کی۔ [۱] ص ۱۴۶

[۱] محمد بن اشعث: قاتلان امام حسینؑ اور قاتلان حضرت مسلمؑ، اس اُم فروہ سے ایک بیٹی جعدہ بنت اشعث ہے جو زوجہ امام حسنؑ تھی جس نے معاویہ سے سازش کر کے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ ابوبکر کی ایک بیٹی عائشہ جن کردار اہل بیت کے خلاف عام ہے۔ دوسرے داماد زبیر جو حضرت علیؑ سے بیعت کی پھر جمل میں آمادہ پیکار ہو کر آئے، تیسرے طلحہ داماد ابوبکر ہیں یہ بھی بیعت کرنے کے بعد جمل میں حضرت علیؑ کے خلاف تیار ہو کر آئے ہلاک کر دیا۔ یہ خاندان ابوبکر سوائے محمد ابن ابی بکر دشمن اہل بیت رسولؐ رہا ہے۔ اشعث ابن قیس وہی شخص ہے جس نے صفین میں حضرت علیؑ سے سخت کلامی کی اور حضرت علیؑ کے خلاف بغاوت کی لوگوں کو ورغلایا کہ جنگ میں حکم مقرر کیا جائے۔

ابوبکر کے دل میں شام اور روم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تھا۔ص ۱۴۸

روز روز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصّہ میں آرہی تھی۔ص ۱۴۹

ابوبکر کا عمر کو خلیفہ بنانے کا وصیت نامہ عثمان نے لکھا تھا چنانچہ جب ابوبکر نے لکھوانا شروع کیا کہ امابعد میں نے تم خلیفہ بنایا۔ پھر ابوبکر بے ہوش ہوگئے۔ جو کچھ ابوبکر نے کہا تھا عثمان نے وہ لکھ لیا اور اپنی طرف سے لکھا کہ" عمر ابن خطاب کو" جب ابوبکر کو ہوش آ گیا تو پوچھا کیا لکھا؟ عثمان نے کہا: عمر ابن خطاب کا نام لکھا ہے۔ص ۱۵۰

وقت وفات ابوبکر نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کس دن ہوئی؟۔ تو لوگوں نے جواب دیا پیر کے دن۔ص ۱۵۳

عبداللہ ابن عمر وحی کے ایک سال قبل (بعثت سے) پیدا ہوئے، اور عمر ابن خطاب نے بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ (حالانکہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب بعثت کے چھ برس کے بعد پیدا ہوئے اور ہجرت کے وقت اُن کی عمر سات سال سے کم تھی اور وقت وفات جناب ابوطالب ۳ سال یا اُس بھی کم سن کے تھے جنہوں نے ایمان ابوطالبؑ کی حدیث کی روایت کی ہے۔ اس لئے کہ ۴ ؁ھ غزوہ خندق میں اُن کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال تھی اس لئے فوج میں شامل کرلیا گیا تھا (طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۲۸۴)۔ص ۱۵۶

عن یعلی ، عبید اللّٰہ بن موسی ، الفضل بن دکین، محمد بن عبداللّٰہ الاسدی، مسعر، القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللّٰہ بن مسعود: فکان عبد اللّٰہ بن مسعود یقول ماکن تقدر علی ان نصلّی عند الکعبة حتی اسلم عمر ابن خطاب فلما اسلم قاتل قریشا حتی صلّی عندالکعبة و صلینا معه عبداللہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم اُس پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ عمر اسلام لائے [1]۔ص ۱۵۹

---

[1] اس حدیث کا ذکر مع اسناد طبقات ابن سعد (عربی) ج ۳ ص ۲۷۰؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج ۹ ص ۶۳ نے لکھا ہے اور مزید واضح یہ کہ :-

أن القاسم لم یدرک جده ابن مسعود۔یعلی ۔میزا ن الاعتدال ج ۴ ص ۴۵۶ تا ۴۵۷ سلسله ۹۸۳۴ یعنی قاسم اپنے جد ابن مسعود کو کبھی نہیں دیکھا۔

عبیداللّٰہ بن موسی: وضعواله أحادیث فحدث بها ولم یدر۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۶ سلسله ۵۳۹۹

مسعر : لم یعرف وأتی بخبر منکر۔میزان الاعتدال ج ۴ ص ۹۹ سلسله ۸۴۲۹؛ محمد بن عبد اللّٰہ: میزان الاعتدال قال ابو حاتم لا یحتج به؛

القاسم بن عبدالرحمن بن عبد اللّٰہ بن مسعود میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۶۷؛ رواہ الطبرانی أن القاسم لم یدرک جده ابن مسعود السنن الکبری البھیقی ج ۶ ص ۲۵۵۔

اس روایت کی رد میں یہ روایت ہے جو عفیف کندی کا واقعہ ہے کہ اچانک ایک نوجوان قریب کے اونی خیمے میں سے نکلا اور اُس نے سورج کی طرف دیکھا۔ جب اُس نے دیکھ لیا کہ سورج مغرب کی طرف جھک گیا تو اُس نے بہت اہتمام کے ساتھ وضو کی اور پھر نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے۔ پھر ایک لڑکا جو بالغ ہونے کے قریب کی عمر کا تھا اُس نے بھی وضو کی اور اُس نوجوان کے برابر کھڑے ہوکر وہ بھی نماز پڑھنے لگا، پھر اسی خیمے سے ایک عورت نکلی اور وہ ان دونوں کے پیچھے نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہوگئی، اس کے بعد اس نوجوان نے رکوع کیا تو اُس لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ پھر وہ نوجوان سجدے میں چلا گیا تو وہ لڑکا اور عورت بھی سجدے میں چلے گئے۔ میں نے (عفیف کندی) یہ منظر دیکھا تو عباس سے پوچھا: عباس یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ میرے بھائی عبداللہ کے بیٹے محمد (ﷺ) کا دین ہے اس کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی نے اُس کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہ لڑکا میرا بھتیجا علی ابن ابی طالب ہے اور یہ عورت محمد (ﷺ) کی بیوی خدیجہ ہے۔ جب عفیف مسلمان ہوئے تو ان کو اس بات کا افسوس رہا کہ کاش چوتھا میں ہوتا۔ (اس حدیث کا ذکر طبقات ابن سعد اردو ج ۷ ص ۳۳؛ سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۲۰۹ تا ۲۱۰؛ مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۲۰۹؛ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۷ ص ۴۷ میں ہے۔

فقلت یا رسول اللہ اخبرنی ما ذایبکیک انت و صاحبک فان وجدت بکآء بکیت وان لم اجد بکاء تباکت لبکائما(مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۳۱ و ۳۳؛ صحیح مسلم ج۵ ص ۱۵۷ ۔ عمرابن خطاب نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اور ابوبکر رورہے ہیں تو عمرابن خطاب نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! مجھے بتائے کہ آپ کیوں رورہے ہیں اور آپ کا ساتھی بھی تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی رووں گا اور اگر رونا نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی صورت بناؤوں گا (رونا یا رونے کی صورت بنانا سیرت نبیؐ ہے اور سیرت صحابہ ہے)۔ص ۱۶۳

خندق کی جنگ میں جب عمرابن خطاب نے ضرار بن الخطاب الفهری کا پیچھا کیا تو وہ پلٹا اور عمر کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اُس نے روک لیا اور کہا یہ میرا قابل شکر احسان ہے جو میں نے تجھ پر قائم کیا ہے (شبلی نعمانی نے بھی اس کا ذکر اپنی کتاب سیرۃ النبی میں کیا ہے)۔ص ۱۶۷

رسول اللہ ﷺ نے خندق کی لڑائی کے وقت عصر کی نماز قضا کی اور عمرابن خطاب نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کفار قریش کو گالیاں دیں [ا]۔ص ۱۶۷

حضرت فاروق کو کتنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ص ۱۷۴

حضرت فاروق کی تہذیب وتربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت ﷺ سے غصہ وناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ نسخہ توریت کے وقت ہوا تھا۔ص ۱۷۶

أن عمر بن الخطاب أتى النبى ﷺ بكتاب أصابه من بعض اهل الكتاب فقرأه على النبي ﷺ فغضب و قال : امتهو كون فيها يا ابن الخطاب والذي نفسي بيده لو أن موسى (كان) حيأ ما وسعه إلا أن يتبغني۔ سنن الدارمي ۱/ ۱۱۵ ؛ كنزالعمال ۲ / ۳۵۳؛ الدر المنثور ۵/ ۱۴۸ ؛ أسد الغابة ۳/ ۱۲۶ ؛مسند امام احمد ابن حنبل ج۳ ص۳۸۷؛ مجمع الزوائد الهيثمي ج ۱ ص ۱۷۴ ؛ فتح الباری ج۱۳ ص ۴۳۸)۔ ص ۱۷۶ ۔

[ا] حدثنا وكيع، عن علی بن مبارک، عن يحيى بن أبی كثير عن أبی سلمه، عن جابر بن عبدالله الانصاری قال جاء عمر يوم الخندق فجعل يسب كفار قريش يقول يا رسول الله ما صليت العصر حتى كادت الشمس ان تغيب فقال النبی ﷺ قانا والله ما صليتها۔ اس حدیث کو کئی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے جس کے رواۃ یوں ہے وكيع، علی بن مبارک، يحيیٰ بن أبی كثير ، أبی سلمة، جابرؓ ابن عبدالله انصاری۔

وكيع بن الجراح : فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں اور ابوحنیفہ کے خاص شاگرد تھے اکثر مسائل میں انہی کی تقلید کرتے تھے۔تہذیب التہذیب جلد۹ ص ۱۴۰ ، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۳۵۔ میں مذکور ہے کہ ۵۰۰ سے زائد احادیث میں انہوں نے غلطیاں کئی ہیں یہ قول احمد ابن حنبل کا ہے أخطأ وكيع فی خمسمائة حديث۔ ابن مھدی کہتے ہیں کہ ان سے اکثر روایتیں میں غلطیاں کی ہیں۔علی ابن عثمان کہتے ہیں احمد بن حنبل نے کہا کہ اس نے اہل صادق کے بارے میں جھوٹ کہا ،اور یہ جھوٹے تھے من كذب بأهل الصدق فهو الكذاب۔ایسا ہی ابن عسا کرنے تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۳۴۸ طبع دارلکتب العلمیۃ بیروت۔المستفاد ابن النجار بغدادی متوفی ۶۳۴ھ طبع دارلکتب العلمیۃ بیروت ج ۲ ص ۱۰۵ اور بحر الام فيمن تكلم فيه الامام احمد بمدح أولم ابو المحاسن تاليف يوسف ابن المبرد ص ۱۶۸ طبع دارلکتب العلمیۃ بیروت میں ہے۔وکیع اکثر حدیثوں میں اُن راویوں کا نام نہیں بتلاتے تھے جن سے انہوں نے حدیث لی ہے جس سے سامعین کو اشتباہ ہوتا تھا۔سیرۃ النعمان ص ۱۷۵ اعلامہ شبلی نعمانی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی ۔۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

علی بن مبارک: بخبر كذب، هو المهتم به۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۵۲ سلسلہ ۵۹۱۶

يحيیٰ بن أبی كثير۔ قال ابن مبارک عن همام كما نحدث يحيى بن أبی كثير بالغداة، ابن حبان: كان يدلس فكلما روى عن أنس فقد دلس عنه ، لم يسمع من أنس ولا من صحابی قال أبو حاتم ول يدرک أحد من الصحابة إلا انسا راه رؤية۔ تهذيب التهذيب ابن حجر عسقلانی ج ۱۱ ص ۲۳۶۔ ميزان الاعتدال الذهبی ج ۴ ص ۴۰۲ سلسلہ ۹۶۰۷ قال يحيى بن القطان : مسلات يحيى بن أبی كثير شبه الريح، ذكره العقيلی فی كتابه : ولهذا أوردته، فقال : ذكر بالتدليس۔ یہ تھے اس حدیث کے راویان فیصلہ ناظرین کریں۔مرادؔ

بعث عمر و بعث الناس الی مدینتهم او قصر هم فقاتلو هم فلم یلبثوا ان هزموا عمر و اصحابه فجآؤا یجبنونه ویجبنهم۔
مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۳۷؛ مجمع الزوائد ج۶ ص ۱۵۱؛کنز العمال ج۱۰ ص ۴۶۲ سلسله ۳۰۱۱۹؛ ابن عساکر ج۴۲ ص ۹۳ ؛ طبری (عربی) ج۲ ص ۳۰۰ (اردو) جلد اول ص ۳۵۹۔رسول اللہ ﷺ خیبر کو روانہ ہوئے۔جب وہاں پہنچے تو عمر کو بھیجا اور اُن کے ساتھ لوگوں کو روانہ کیا اُن یہودیوں کے شہر یا قصر کی طرف تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمر اور اُن کے اصحاب شکست کھا کر پسپا ہو کر واپس آئے اُن کے ساتھی اُن پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھیاور وہ اُن ساتھیوں پر بزدلی کا الزام لگا رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور حضرت مرتضیٰؑ نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔چونکہ یہاں مقصد جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اُس کے ترک کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کیا۔ص۱۷۸
معاویہ اور عمر ابن خطاب کی گفتگو۔ص۲۵۷
قال عمر انی اراک تقول ان صاحبک اولی الناس بها یعنی علیا قلت اجل واللّٰه انی لا قول ذلک فی سابقته و علمه و قرابته و صهره قال انه کما ذکرت ولکنه کثیر الدعابة ، فعثمان قال واللّٰه لو فعلت لجعل بنی ابی معیط علی رقاب الناس یعلمون فیهم بمعصیة اللّٰه واللّٰه لو فعلت لفعل ولو فعل لفعلوا فوثب الناس الیه فقتلوه قلت طلحة بن عبیداللّٰه قال الا کیسع هو ازهیٰ من ذلک ما کان اللّٰه لیرینی اولیه امر امة محمد ﷺ و هو علی ما فیه من الزهوقلت الزبیر بن العوام قال اذا ملاطم الناس فی الصاع والمد قلت سعد ابن ابی وقاص قال لیس بصاحب ذلک ذاک صاحب مقنب یقاتل فیه قلت عبدالرحمن بن عوف قال نعم الرجل ذکرت ولکنه ضعیف عن ذلک واللّٰه یا ابن عباس ما یصلح لهذا الامر الا القوی فی غیر عنف واللین فی غیر ضعف الجواد فی غیر سرف الممسک فی غیر بخل ۔(ابن عباس نے کہا کہ: میں ایک دن عمر ابن خطاب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے ایک لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس اُن کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔تو میں نے کہا: سبحان اللہ ! واللہ آپ کے اندر سے ایسی سانس نہیں نکلی ہے مگر کسی امر عظیم کے لئے۔فرمایا: کیا کہوں اے ابن عباس میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ اُمتِ محمد ﷺ کے لئے (خلافت کے لئے) کیا کروں۔میں نے کہا: وہ کیسے؟۔اللہ کا شکر ہے کہ آپ قادر ہیں اور ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھ دیں)۔عمر نے کہا کہ: میں خیال کرتا ہوں کہ تم اس معاملے میں اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو ۔عمر اس سے حضرت علیؑ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا: ہاں واللہ! میں اُن کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔فرمایا: کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا،لیکن وہ زیادہ مزاح کرتے ہیں (مراد ظرافت)۔میں نے کہا: عثمان موجود ہیں تو بولے کہ: واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو ابومعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان پر ٹوٹ پڑیں گے اور اُس کو قتل کردیں گے۔میں نے کہا: طلحہ بن عبیداللہ۔تو فرمایا: کہ اُکسیع یعنی غلط کار بلکہ وہ اس بھی بڑا ہوا خود پسند ہے۔اللہ تعالی ایسا نہ کرے کہ میں اُمت محمدی ﷺ کی تولیت اُس کے سپرد کردوں اور وہ اپنی اُسی صفت خود پسندی پر ہو۔میں نے کہا: زبیر بن العوام۔تو کہا: اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتوں (صاع اور مد) کے بارے میں لوگوں کو طمانچے مارے گا اور امور مہمہ پر توجہ نہ دے گا میں نے کہا: سعد بن ابی وقاص تو کہا: وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی سواروں میں کا ایک شخص ہے، میں نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف۔فرمایا: کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری کے لئے ضعیف ہے۔ص۲۶۷ تا ۲۶۹(ابن عساکر ج۴۴ ص۴۳۸؛ کنز العمال ج۵ ص۷۳۷ سلسلہ ۱۴۲۶۲؛اور ج۵ ص۷۴۰ سلسلہ ۱۴۲۶۶؛الفائق فی غریب

الحدیث محمود بن عمر الزمخشری متوفی ۵۳۸ھ ج ۳ ص ۱۶۸؛ المنخول الغزالی ص ۵۶۰؛ تاریخ المدینة ابن شبْه النمیری ج ۳ ص ۸۸۰۔ ا۔ ص ۲۷۴

مروی ہے حسین ابن علیؑ سے فرمایا کہ میں عمر ابن خطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس منبر پر چڑھ گیا اور میں نے عمر سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے اُترو، اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمر نے کہا میرے باپ کے پاس کوئی منبر نہیں تھا۔ اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کنکروں کو اُلٹ پلٹ کرنے لگا۔ یہاں تک جب عمر اُتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا: یہ کہنے کیلئے آپ کو کس نے سکھایا تو میں نے جواب دیا: واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔ پھر مجھ سے کہا: میرے فرزند! اچھا ہوتا آپ ہمارے پاس آیا کرتے۔ چنانچہ پھر ایک دن میں اُن کے پاس گیا اور عمر ابن خطاب خلوت میں معاویہ کے ساتھ مشغول تھے اور دروازہ پر عبداللہ ابن عمر تھے۔ میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد پھر عمر مجھ سے ملے تو کہا: میں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: میں آیا تھا اور اُس دن آپ معاویہ کے ساتھ تنہائی میں تھے میں لوٹ گیا۔ عمر نے کہا: ابن عمر سے زیادہ میرے نزدیک اجازت کے لئے آپ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ إنمه أثبت في رؤوسنا ما هدي الله و أنتم۔ يا إنما أنبت ما تري في رؤوسنا الله ثم أنتم۔ ہمارے سر پر جو بال ہیں اللہ نے آپ کے طفیل میں اُنھیں اُگایا ہے۔ (تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۵۲ باب الحسن والحسین؛ ابن عساکر ج ۱۴ ص ۱۷۶؛ تہذیب التہذیب حالات امام حسینؑ ج ۲ ص ۳۰۰؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی حالات الحسینؑ ج ۳ ص ۲۸۵؛ معرفة الثقات ج ۱ ص ۳۰۲؛ تهذيب الكمال المزی ج ۲ ص ۴۰۴؛ كنز العمال ج ۳ ص ۶۵۵ سلسله ۳۷۶۶۲؛ الرياض النضرة المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت۔) ص ۲۹۸

نبی ﷺ کی ازواج نے حج کے لئے عمر سے اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دینے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ جب اُن پر کافی دباؤ ڈالا گیا تو کہا اچھا مناسب انتظام ہونے پر آئندہ سال اجازت دوں گا۔ اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ زینب بنت جحش نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے وقت یہ سُنا کہ يقول عام حجة الوداع انما هو هذه الحجة ثم الحصر آپ نے ہم ازواج سے فرمایا یہ حج تمہارا ہے اب اس کے بعد ظہور حصر ہے یعنی بوریوں پر گھر میں بیٹھا رہنا۔ (اختلاف الحدیث امام شافعی ص ۵۱۳؛ مسند احمد ج ۵ ص ۲۱۸؛ ابی داؤد ج ۱ ص ۳۸۸، طبقات ابن سعد حالات زینب جحش ج ۸ ص ۵۳؛ باب حج النبی ﷺ ج ۸ ص ۲۰۸۔ الرياض النضرة المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت اور کئی کتابوں میں اس کا ذکر ہے) ۲۔ ص ۲۹۰۔

عمر ابن خطاب جب تک بچہ دودھ پینا نہیں چھوڑ دیتا اُس وقت تک اُس کے لئے وظیفہ نہیں جاری کرتے تھے۔ اور خود اپنی اس غلطی پر نادم ہوئے اور کہا یا بؤ سا

ا۔ كان فيه صلی الله عليه و سلم دعابة۔ ميزان الاعتدال و سير اعلام النبلاء۔ حالات علی بن عاصم؛ آنحضرتؐ کے مزاج میں ظرافت تھی! و ذكر له علی للخلافة فقال لو لا دعابة فيه۔ حضرت عمر کے سامنے حضرت علیؑ کا ذکر آیا کہ کیا علیؑ خلافت کے لائق نہیں ہیں انہوں نے کہا بیشک مگر اُن میں ظرافت نہ ہوتی۔ غریب الحدیث ج ۲ ص ۱۱۸ یعنی سب باتیں جو خلافت کے لئے ضروری ہیں اُن میں تھی مگر مزاج میں ظرافت کی وجہ سے خلافت کے سزاوار نہیں ہوئے اس لئے کہ اس سے رعب میں کمی ہوجاتی۔ النہایۃ فی غریب الحدیث ابن الاثیر ج ۲ ص ۹۳، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۲۵۔ !هذه الدعابة اخرك الی الرابعة اسی ظرافت نے تو آپ (علیؑ) کو چوتھے درجہ میں رکھا۔ لغات الحدیث حرف ''د''۔ علامہ وحید الزمان ص ۳۷)

۲۔ ولم نعلم من أمهات المؤمنين امرأة خرجت إلى جمعة ولا جماعة في مسجد و أزواج رسول الله بكما نهن من رسول الله أولى بأداء الفرائض۔ اختلاف الحديث امام شافعی ص ۵۱۳) امام شافعی فرماتے ہیں کہ یاس بات کا ہم کو علم نہیں کہ امہات المؤمنین کبھی نماز جمعہ یا کسی نماز جماعت میں شرکت کی ہے اداء فرائض کے لئے۔

لعمر کہ کس قدر بربادی ہے عمر کی مسلمانوں کے بچوں میں سے اُس نے کتنوں کو ہلاک کردیا۔(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۰۱ ذکر استخلاف عمر)۔ص ۲۷۴

جب عمر ابن خطاب نے امام حسینؑ کو ایک ہزار درہم دئے اور ابن عمر کو پانچ سو تو عبداللہ ابن عمر نے احتجاجاً کہا کہ میں ایک طاقتور مرد تھا زمانہ رسولؐ میں۔ میں جب تلوار چلا رہا تھا اور اُس وقت حسنؑ اور حسینؑ بچے تھے مدینے کی گلیوں میں پھرتے تھے۔ان دونوں کو آپ نے ایک ایک ہزار دے رہے ہیں اور مجھ کو صرف پانچ سو۔ تو عمر نے کہا نعم اذهب فأتني باب كابيهما و ام كامهما۔ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے آ جیسے اُن کا باپ ہے اور ایسی ماں لے آ، جوان دونوں کی ماں کی مانند ہو، ایسا نانا لے آ جو اِن دونوں کا نانا ہے، ایسی نانی لا جوان دونوں کی نانی جیسی ہو، ایسا چچا لا جیسے ان کا چچا ہو، اور ایسا ماموں لا جیسے ان کا ماموں ہو(الرياض النضرة المحب الطبری ج ۲ ص ۳۴۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت)۔ص ۲۹۲

روایت کیا عمر سے کہ مجھے نبی ﷺ نے دیکھا میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا: يا عمر لا تبل قائما۔ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر۔ (مستدرک حاکم ج ص ۱۸۵؛ ابن ماجہ ج ا ص ۱۱۲ باب البول؛ ترمذی ج ا ص ۱۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۵۰۹ سلسلہ ۲۷۱۸۹)۔ص ۳۱۶

ابوبکر، یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں: كان عمر اذا بال مسح ذكره بحائط او حجر ولم يمسه مآء(المصنف ابن ابی شيبة ج ۱ ص ۴۲، كنزالعمال ج۹ ص ۵۱۸ سلسله ۲۷۲۳۶) قلت اجمع على ذلک علماء اهل السنة و ليس فيهما حديث مرفوع وانما هو مذهب عمر قياسا على الا ستنجاء من الحائط اطبق علی علی تقليد العلماء۔ عمر جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اور پانی کو چھوتے تک نہیں تھے۔ مین کہتا ہوں کہ اس پر(یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اُس کی تقلید پر علماء نے ڈھیلے سے مطابقت کی ہے۔ص ۳۱۶

عمر ابن خطاب کے پاس زید بن ثابت کو اس الزام میں لایا گیا کہ غسل جنابت کے سلسلے وہ اپنی رائے سے فتوے دے رہے ہیں۔ جب اُن سے سوال کیا تو انہوں نے کہا'' میں نے اپنے چچا سے یہ سُنا جب کہ کوئی شخص کسی عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال لے تو غسل نہیں''۔اس مسئلے کی تحقیق کے لئے تمام انصار اور مہاجرین کو بلوایا گیا تو تمام نے کہا اس سلسلے میں غسل نہیں ہے۔سوائے حضرت علیؑ کے اور معاذ صحابی کے انہوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ سے ختنہ گذر جائے تو غسل واجب ہوگیا۔اس پر عمر بیحد ناراض ہوئے اور کہا کہ تم لوگ اصحاب بدر ہو اور باہم اتنا اختلاف۔اس پر عمر نے بیٹی حفصہ سے اس مسئلے کو پوچھا کہ رسولؐ اللہ کی کیا سیرت تھی، انھوں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں(المصنف ابن أبی شيبة الكوفی ج ا ص ۱۱۱)۔ص ۳۱۸

عمر نے فرمایا: کہ جنبی (جسے غسل جنابت کی ضرورت ہو) تیمّم نہیں کرے گا بدل غسل جنابت کے اگرچہ مہینہ بھر تک پانی میسر نہ ہو۔ص ۳۲۰

مالک نے روایت کیا کہ عمر نے اپنے مؤذن کو تعلیم کیا کہ: وہ یہ کہا کرے الصلواة خير من النوم۔یعنی نماز سونے سے بہتر ہے۔ص ۳۲۸

شافعی کے قدیم قول میں ہے کہ عمر ابن خطاب نے نماز پڑھی اور اُس میں قراءت نہ کی پھر نماز ختم کرنے کے بعد اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا: میرا رکوع اور سجدے کیسے تھے تو لوگوں نے جواب دیا: اچھے تھے۔تو عمر ابن خطاب نے کہا: پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ص ۳۳۴

انس سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر اور عثمان قراءت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للہ رب العالمین سے،ایک روایت میں ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھا۔شافعی نے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کو ترجیح دی۔ص ۳۳۵

شافعی، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکر، اور عمر قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں رکوع کے بعد۔ص ۳۴۱

عمر نے کہا: کہ دعا ٹھیری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان جب تک تو نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ص ۳۴۳

عمر نے فرمایا: کہ صلواۃ سفر دو رکعت ہے۔ عمر جب سفر کرتے تو تین میل چلنے کے بعد نماز قصر کیا کرتے تھے۔ عمر نے کہا دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ ہے سفر یا غیر سفر۔ جب کہ صحت کے ساتھ یہ ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں دو نمازوں کو جمع کیا۔ ص ۳۴۵

تراویح اور عمر کا فرمانا کہ: یہ نعمت البدعة ہے۔ ص ۳۴۹

جنازوں کی نماز میں تکبیرات کے بارے میں اصحاب میں کوئی پانچ کہتا تھا اور کوئی ۴ چار جب یہ اختلاف عمر نے اپنے دور میں دیکھا تو سب کو جمع کیا اور کہا تم اصحاب رسول ہو جب تمہارے درمیان ہی میں اختلاف ہے تو تمہارے بعد آنے والوں کا کیا حال ہوگا تم لوگوں کو ایک چیز پر متفق ہونا چاہئے۔ ص ۳۵۸

ایک ابر آلود دن میں عمر ابن خطاب نے روزہ افطار کر لیا اور سمجھے کہ شام ہوگئی پھر ایک شخص آیا اور کہا: سورج ظاہر ہوگیا ہے تو عمر نے کہا یسیر اجتهدنا۔ ہم نے اجتہاد کر لیا تھا۔ ص ۳۷۳

الشافعي عن حميد بن عبد الرحمن انّ عمر و عثمان كانا يصليان المغرب حين ينظران الى الليل البهيم ثم يفطران بعد الصلواة و ذلک فی رمضان (کتاب المسند امام الشافعي ص ۱۰۴؛ سنن كبرى البيهقي ج ۴ ص ۲۳۸؛ كنزالعمال ج ۸ ص ۶۱۲۔

شافعی، حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمر اور عثمان دونوں مغرب کی نماز اُس وقت پڑھتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریکی رات کی، پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ ص ۳۷۴

عن سعيد بن مسيب كان عمر يكتب الى امراء لا تكونوا من المسوفين لفطركم ولا تنتظروا لصلوٰتكم اشتباک النجوم۔ المصنف عبدالرزاق الصنائي ج ۴ ص ۲۲۵۔ سعید بن مسیّب سے کہ عمر اپنے امراء کو لکھا کرتے تھے کہ افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ ص ۳۷۴

عن ابی عمر والشيبانی بلغ عمر انّ رجلاً يصوم الدهر فعلاه بالدرة(فتح الباری ج ۴ ص ۱۹۳؛ المصنف ابن أبی شيبة ج ۲ ص ۴۹۲)۔ عمر کو یہ اطلاع ملی کہ ایک شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو انہوں نے اسے بلا کر درہ مارا۔ ص ۳۷۵

ابوبکر طاؤس سے روایت ہے کہ ابن عباس نے کہا تمتع کیا ہے رسول ﷺ نے ابوبکر نے عمر نے اور عثمان نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہ ہیں۔ (تمتع سے مراد کہ اول حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عمرے کو بھی اُس میں شامل کر لیا) ص ۳۸۱

احمد بن حنبل عن جابر بن عبدالله تمتعنا مع رسول الله ﷺ و مع أبی بكر فلمّا ولّی عمر ابن خطاب خطب الناس فقال ان القرآن هو القران وان رسول الله هوالرسول كانتا متعتان على عهد رسول الله احدهما متعة الحج والأُ خرای متعة النسائمعناه ليستا بعده۔(﴿ وأنا انهی عنهما﴾۔ كنزالعمال ج ۱۶ ص ۵۲۱ سلسله ۴۵۷۲۲؛ تاريخ بغداد خطيب ج ۱۴ ص ۲۰۲؛ تاريخ ابن عساكر ج ۶۴ ص ۷۱؛ تهزيب الكمال المزی ج ۳۱ ص ۲۱۴؛ تذكرة الحفاظ ذهبی حالات مكی بن ابراهيم ج ۱ ص ۳۶۶) احمد بن حنبل نے جابر ابن عبداللہؓ سے کہ ہم نے تمتع کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابوبکر کے ساتھ پھر جب عمر خلیفہ ہوئے تو عمر ابن خطاب نے خطبہ دیا اور کہا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن ہے اور اللہ کے رسولؐ وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو متعہ تھے ایک متعۂ حج اور دوسرا عورتوں سے متعہ کرنا یہ دونوں اب باقی نہیں رہے۔ (اصل کتاب میں ہے کہ میں ان کو دونوں کو منع کرتا ہوں۔ مرآد)۔ ص ۳۸۲

عمر سے جب وہ مکہ میں تھے کسی نے آکر اُن سے پوچھا: کس جگہ سے میں عمرہ کروں (میقات) تو عمر ابن خطاب نے اُس سے کہا کہ جا علیؑ ابن ابی طالب سے پوچھ وہ جب آیا اور حضرت علیؑ سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا جہاں سے تو نے شروع کیا۔ پھر یہ واپس آکر حضرت علیؑ کا جواب عمر ابن خطاب کو سُنایا۔ تو

عمر نے کہا کہ اس جواب کے سوا میرے نزدیک کوئی اور جواب نہیں ہے (سنن دارمی ج ا ص ۲۲۱)۔ص ۳۸۳

جآء رجل الی عمر فقال ان لی ولیدۃ وابنتھا وانھما قد اعجبتانی افاطاھما قال آیۃ أُحلت وآیۃ حرمت۔(المصنف ابن أبی شیبۃ الکوفی ج۳ ص ۳۰۵)ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری مِلک میں ایک جاریہ (کنیز) ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور دونوں مجھے بہت پسند ہیں کیا میں دونوں سے جماع کرسکتا ہوں؟۔تو فرمایا ایک آیت (او ما ملکت ۔) سے تو حلال ہو جاتی ہے اور ایک آیت (ان تجمعوا) سے حرام ہوتی ہے۔ص ۴۱۰

شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصھباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکر میں بھی اور حضرت عمر کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔

مسلم طاؤس سے اور وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں) کتاب "المسند" ص ۱۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴ ؛ سنن ابو داؤدؒ باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج اول ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج٦ ص ۱۴۵ ؛ السنن الکبری ج۷ ص ۳۳٦ ۔ ص۴۱۷ تا ۴۱۸۔

قال عمر لو تقدمت فیھا لرجمت یعنی المتعۃ ابوبکر عن سعید بن المسیب انہ قال رحم اللّٰہ عمر لو لا انہ نھی عن المتعۃ صار الزنا جھارا (المصنف ابن أبی شیبۃ ج۳ ص ۳۹۰ ؛ تاریخ المدینۃ ابن شبۃ النمیری ج ۲ ص ۷۲۰۔ ابوبکر، ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کر دوں گا۔ آپ کی مراد متعہ تھا۔ ابوبکر نے سعید بن المسیب سے کہ انھوں نے فرمایا: کہ عمر پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ متعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلاّ زنا ہونے لگتا ا۔ص ۴۳۰

قابل اعتبار صرف بچپن ہی کی رضاعت ہے۔عمر کا فیصلہ (سنن الکبری البیھقی ج۷ ص ۴٦۱)۔ص ۴۳۹

دور عمر میں اُن کے عامل نے لکھا کہ: جو لوگ توریت پڑھتے ہیں سنیچر کو عبادت کرتے ہیں اور قیامت پر اُن کا ایمان نہیں اُن کے ذبیحوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔تو جواب دیا کہ وہ لوگ اہل کتاب ہیں اُن کے ذبیحے اہل کتاب کے ذبیحے ہیں۔ قال ما نصاری العرب باھل الکتاب ولا یحل لنا ذبائحھم و ما انا بتارکھم حتی یسلموا او اضرب اعناقھم (سنن الکبری البیھقی ج ۹ ص ۲۱٦) عرب کے نصاریٰ (یعنی بنی تغلب) اہل کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے اُن کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں اُن کو چھوڑنے والا نہیں یا تو اسلام قبول کریں یا میں اُن کی گردن ماروں (کنز العمال ج٦ ص ۲٦۷ سلسلہ ۱۵٦۳۷۔ص ۴۳۹

ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوائے گئے، حضرت علیؑ نے فرمایا: نبی ﷺ نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابوبکر نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمر نے اسی (۸۰) کوڑے اور مجھے سنت رسول ﷺ پسند ہے یعنی چالیس کوڑے لگوانا (صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۲٦؛ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۵۹)۔ص ۴۵۵

ا۔ اس کے برعکس ابن عباس کا قول ہے کہ اگر عمر متعہ کو حرام نہ کرتے تو ایک بھی زنا نہ کرتا۔ دوسری حدیث ہے إلا شقی ۔یعنی چند لوگ زنا کرتے اصل عبارت یوں ہے۔عن ابن عباس قال ماکنت المتعۃ إلا رحمۃ رحم اللّٰہ بھا ھذا الامۃ ولا لا نھی عمر ابن خطاب عنھا مازنی إلا شقي) تفسیر طبری جامع البیان ج۵ ص ۱۹ ؛ شرح معانی الآثار ج۳ ص ۲٦ ۔تفسیر قرطبی ج۵ ص ۱۳۰ سورۃ النساء۔اور کنز العمال ج ۱٦ ص ۵۲۳ سلسلہ ۴۵۷۲۸، حضرت علیؑ کی طرف بھی اس روایت کو منسوب کیا گیا ۔مراد)

دور رسول اللہ ﷺ میں حضرت علیؑ خمس کی تقسیم کرتے تھے (السنن الکبری البیهقی ج٦ ص ٣٤٤)۔ص ٤٧٠

عمر ابن خطاب کے آخر سال میں مال غنیمت جب بہت آیا تو عمر نے حضرت علیؑ کو بلوایا اور خمس دینا چاہا تو حضرت علیؑ نے لینے سے انکار کیا۔ص ٤٧٠

حدثنا عبد اللّٰه القعنبی عن مالک عن زید بن أبی انیسة ان عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زیدبن عمر بن الخطاب اخبره عن مسلم بن یسار الجهنی عن عمر ابن خطاب سئل عن هذاه الایة :﴿ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم (سورة اعراف آیت ١٧٢)﴾ اس آیت کی تفسیر میں عمر ابن خطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سُنا کہ: فرمایا کہ اللہ نے آدم کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پشت پر پھیرا اور اُس سے ذریت کو نکالا پھر کہا کہ میں اُن کو پیدا کیا جنت کے لئے اور یہ عمل اہل جنت پر کاربندر ہوں گے، پھر اُس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے جو ذریت کو نکالا اور کہا میں اِن کو نار کے لئے اور یہ عملِ اہل نار پر کاربند ہوں گے۔تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللّٰه ! ففیم العمل ؟ پھر عمل کا کیا ہوا؟۔(مسند احمدج١ ص ٤٥؛سنن اَبی داوٗد کتاب السنۃ باب فی القدرج ٢ س ٤١٤؛ترمذی باب تفسیر سورہ اعراف ج ٤ ص ١٣٣١ (عربی))[1]ص ٥٠٨

مالک عن اسحق بن عبد اللّٰه بن أبی طلحة عن انس بن مالک قال رأیت عمر بن الخطاب وهو یومئذ یطرح له صاع من تمر فیا کله حتی یأکل حشفها۔مالک اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ سے اور وہ انس بن مالک سے کہا کہ میں نے عمر ابن خطاب کو دیکھا اس حال میں کے اس دن اُن کے سامنے ایک صاع (چھ پاؤنڈ، تین کیلو) کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک اُن میں کے خراب دانوں کو بھی (اصل عبارت میں حشفها یعنی (Seed) گٹھلی)۔(کنز العمال ج ١٢ ص ٦١٢ سلسلہ ٣٥٨٩٩؛طبقات ابن سعد باب استخلاف عمر ج ٣ ص ٣١٨)۔ص ٥١٤

لم یفارقنا حتی یعهد الینا عهدا الجد والکلالة وابواب من ابواب الربوا۔(صحیح بخاری ج٥ ص ٢٤٣ کتاب الاشربة؛ سنن ّبی داوٗد کتاب الاشربة ج٢ ص ١٨٢) عمر ابن خطاب کہتے تھے کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ وہ مفصل حکم ہم کو نہ دیدتے، جد اور کلالہ اور چند ابواب سود کے۔ص ٥١٨

عمر ابن خطاب نے فتاوٰی اور قضاء کے بارے میں عبداللہ ابن مسعود کو یہ مشورہ دیا کہ وَلِّ حارَّها مَن تَوَلّٰی قارّها (سنن دارمی ج ١ ص ٦١؛ سیر اعلام النبلاء ج ٤ ص ٢١٢) (جس کا بوجھ اُسی کے سر پر) یعنی فتوی اگر مشکل ہو تو پوچھنے والے ہی پر چھوڑ دو اپنے کو مصیبت مت ڈالو)۔ص ٥٢٦

---

[1] اس کے راویوں میں زید ابن أبی أنسیة جس کے بارے میں میزان الاعتدال ج ٢ ص ٩٨ سلسلہ ٢٩٩٠ میں ہے کہ امام نسائی کہا لیس به بأس؛ اور امام احمد نے لکھا کہ فی حدیثه بعض النکارۃ مرآد)

جلد چھارم

عمر ابن خطاب نے کہا کہ ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تو اُن سے ہاتھ مل لیتے تھے۔ص ۲۶

روایت کیا ہے ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب النقی اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج کی مختصراً الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور یہ ہے کہ عمر کا ایک بیٹا تھا جسے ابوشحمۃ کہا جاتا تھا۔ وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کردیجئے۔ آپ (عمر) نے کہا تو نے زنا کیا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں اس سوال کا جب چار مرتبہ تکرار کیا۔ فرمایا کہ: اور کیا تو اس کے حرام ہونے سے واقف نہیں تھا؟۔ اُس نے کہا: کیوں نہیں میں جانتا تھا۔ تو عمر نے کہا: اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو۔ تو ابوشحمۃ نے کہا: اے جماعت مسلمان! جس نے میرے جیسا کام زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں کیا ہو وہ مجھ پر حد نہ لگائے۔ یہ سُنتے ہی حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے اپنے بیٹے حسنؑ سے کہا تو انہوں نے دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسینؑ سے کہا تو انہوں نے اُس کا بایاں ہاتھ پکڑا پھر اس کو سولہ کوڑے مارے تو بیہوش ہوگیا۔(الریاض النضرۃ المحب الطبری ج ۲ ص ۳۵۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت؛ اکمال الکمال ج ۵ ص ۴۴؛ ابن ماکولا متوفی ۴۷۵ھ ؛ تاریخ الخمیس الجزالثانی ص ۲۵۲ تا ۲۵۴؛ الاصابۃ ج ۷ ص ۱۷۸ سلسلہ ۱۰۱۱۸) [۱]۔ص ۳۶

عمر نے فرمایا کہ میں خطاب کے (اپنے باپ کے) اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ سخت اور تندمزاج تھا جب میں اُن کا میں کام کرتا مجھے تکلیف دیتا تھا اور جب کام میں کمی کرتا تھا تو مجھے مارتا اور اب ایسی صبح وشام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۶۶؛ کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۵۲ سلسلہ ۳۵۹۸۶؛ ابن عساکر ج ۴۴ ص ۳۱۵)۔ص ۵۵

ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ اُس نے عمر سے ایک مسئلہ میں فتوی پوچھا تو عمر اُس کو حضرت علیؑ کے پاس لے گئے۔ تو حضرت علی نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ تو عمر نے مسئلہ کا ذکر کیا۔ یہ سُن کر حضرت علی کہا: بجائے خود آنے کے آپ مجھے بلا لیتے۔ اس پر عمر نے کہا کہا انا احق یاتیانک۔ آپ پاس آنا ہی حق ہے۔ص ۵۶

ایک عورت عمر ابن خطاب سے زیادہ مہر باندھنے پر بحث کرنے لگی اور اس عورت نے دلیل میں آیت قرآنی واتیتھم احدٰھن کا حوالہ دیا۔ جس کو سُن کر عمر نے اعتراف کیا اور کہا: کل الناس اعلم من عمر حتی العجائز سب لوگ عمر سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔
(المصنف ابن أبی شیبۃ ج ۷ ص ۸۱؛ الدر المنثور ج ۵ ص ۲۲۹)۔ص ۶۲

عمر ابن خطاب کا حفصہ زوجہ رسول سے یہ کہنا کہ لقد علمت ان رسول اللہ ﷺ لا یحبک ولو لا انا لطلقک مجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے طلاق دیتے۔(صحیح مسلم کتاب الطلاق ج ۴ ص ۱۸۸؛ صحیح ابن حبان باب معشرۃ زوجین ج ۹ ص ۴۹۷۔ص ۷۳

شراب کے لئے عمر کا یہ کہنا کہ اے اللہ تو ہم پر واضح اور صریح حکم نازل کر۔ چنانچہ آیتیں نازل ہوتی رہیں اور عمر کا اصرار بڑھتا رہا۔ص ۸۰

[۱] مکمل واقعہ یوں نقل ہے کہ ایک دن حضرت عمر بہت سے آدمیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تے کہ ایک نوجوان عورت نے ایک بچہ لاکر حضرت عمر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ میں تجھ کو نہیں پہچانتا۔ تو وہ رونے لگی اور کہا کہ یہ آپ کے بیٹے ابوشحمۃ کا لڑکا ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا یہ حلال سے ہے یا حرام سے؟ تو اُس عورت نے جواب دیا میری جانب سے حلال ہے البتہ ابوشحمۃ کی جانب سے حرام ہے۔ اس پر حضرت عمر نے اس سے پوچھا یہ کیسے ہوا سچ بتلا اور اللہ کا خوف رکھ۔ تو اُس نے کہا میں ایک روز بنی النجار کے باغ کے پاس سے گزر رہی تھی، ابوشحمۃ یہودیوں کی قربان گاہ سے شراب پیکر آرہے تھے مجھ کو دیکھا اور مجھے کھینچ کر باغ کی طرف لے گئے اور مطلب برآری کی میں اس کو پوشیدہ رکھا۔ اب آپ سے انصاف کی طالب ہوں۔ حضرت عمر کو سب کے سامنے شرمندگی ہورہی تھی چنانچہ وہ اُبوشحمۃ کو بلوایا اور اُس نے اقرار جرم کیا۔

عمران بن سوادالليثی سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے عمر ابن خطاب سے کہا لوگ آپ سے چند باتوں کی وجہ سے معترض ہیں۔تو عمر نے کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں آپ نے حج کے مہینوں میں تمتع کو حرام کر دیا۔ابو جعفر نے یہ جملہ بڑھادیا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اُس کو رسول اللہ نے حرام نہیں کیا اور نہ ابوبکر نے۔تو فرمایا: ہاں تم لوگ ادھر حج کے مہینوں میں عمرہ کرو گے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لوگے تو تمہارا حج ہو جائے گا تو مکہ پورے سال کے لئے خالی اس طرح رہے گا جیسے انڈے کا خول (بغیر زردی اور سفیدی کے)۔اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں اور میں نے جو کچھ کیا وہ ٹھیک کیا۔دوسری بات اعتراض کی وہ یہ کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کر دیا۔حالانکہ اللہ کی طرف یہ ایک رخصت تھی ہم ایک مٹھی بھر کھجور سے اپنا کام چلا لیتے تھے۔اور تین طلاق سے جدا ہوتے تھے۔عمر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے متعہ کو اُس کے زمانۂ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ وسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہو گئے)۔کسی عورت سے اب بھی مٹھی بھر کھجور کے لئے نکاح کرلے اور تین طلاق سے جدا ہو جائے۔تیسری بات یہ کہ آپ نے لونڈی کو اگر بچہ پیدا ہوا اور اُس کے مالک کی مرضی کے بغیر آپ نے اسے آزاد کر دیا۔فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا۔اور میں نے اس کا کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور اگر یہ غلط ہے تو میں اللہ سے استغفار کرتا رہوں گا۔چوتھی بات یہ کہ لوگوں کو شکایت ہے آپ کی غصہ سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے ہیں۔(طبری ج ۳ ص ۲۹۵؛ شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید ج ۱۲ ص ۱۲۱)۔ص ۲۳۶ تا ۲۳۷

جب عمر زخمی ہو گئے اور لوگوں نے اُن سے کہا یا امیر المؤمنین کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔قال اجد احدا احق بهذا الامر من هؤلاء النفر الرهط الذين توفى رسول الله و هو عنهم راض۔تو فرمایا میں اس امر کے لئے اُن لوگوں سے یا اُس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک خوش رہے۔پھر نام لیا علیؑ،عثمان،زبیر،طلحہ،سعد ابن ابی وقاص،عبدالرحمٰن بن عوف کا اور فرمایا کہ عبداللہ ابن عمر تمھارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ص ۲۸۷

پھر جب عمر ابن خطاب کو دفن کر چکے تو اس جماعت کے اصحاب اکھٹے ہوئے۔تو عبدالرحمٰن نے کہا اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کر دو۔زبیر نے کہا میں اپنا امر علیؑ کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا میں اپنا امر عثمان کی طرف،اور سعد ابن ابی وقاص نے کہا میں اپنا امر عبدالرحمٰن کی طرف۔

(تین امیدوار تین کو ایک ایک ووٹ ملا۔اب عبدالرحمٰن نے اپنا حق عثمان کی طرف کیا اور اس طرح عثمان کو سعد کا ووٹ ملا طلحہ کا ووٹ ملا اور خود عبدالرحمٰن کا

شوریٰ:(جب حضرت عمر نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک کمیٹی ترتیب دی جسے اسلامی تاریخ شوریٰ کے نام سے یاد کرتی ہے۔اس کمیٹی میں حضرت علیؑ،عثمان،طلحہ،زبیر،سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف شامل تھے۔اور خلیفہ کا انتخاب ان کے باہمی مشورہ پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ اپنے درمیان میں سے ایک خلیفہ منتخب کرلیں۔یہ حکم بھی دیا گیا تھا کی اگر ان میں سے پانچ افراد ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور چھٹا مخالف ہو تو اُسے قتل کر دیا جائے۔اگر چار افراد ایک پر متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو دونوں کا سر کاٹ دیا جائے۔اور اگر تین تین کے دو گروپ ہو جائیں تو جس طرف عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اُس کی بات مانی جائے گی اور اگر دوسرے تین اس پر راضی نہ ہوں تو ان تینوں کو قتل کر دیا جائے گا۔

یہ واضح رہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عثمان کے بہنوئی تھے اور سعد ابن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک ہی خاندان بنی مخزوم سے تھے اور ایک دوسرے کے ابن عم تھے۔عرب کے قبائلی عصبیت کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ سعد ابن ابی وقاص عبدالرحمٰن بن عوف کی مخالفت کریں گے یا عبدالرحمٰن عثمان کو نظر انداز کر دیں گے۔اس طرح عثمان کے قبضے میں تین ووٹ پہلے ہی سے موجود تھے جن میں عبدالرحمٰن کا فیصلہ کن ووٹ بھی تھا۔اب رہے طلحہ،وہ ابوبکر کے خاندان بنی تیم سے تھے اور سقیفۂ بنی ساعدہ کے بعد بنی ہاشم اور بنی تیم میں سخت عداوت چلی آ رہی تھی۔مزید یہ کہ حضرت علیؑ نے جنگ بدر میں طلحہ کے چچا عمیر بن عثمان،اور طلحہ کے دو بھائیوں عثمان اور مالک کو قتل کیا تھا۔لہٰذا طلحہ کے لئے حضرت علیؑ کی حمایت ناممکن تھی۔اس لئے اس کمیٹی کی تشکیل کے بعد حضرت علی نے اپنے چچا عباس سے کہہ دیا تھا کہ اس بار بھی یہ امر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔بہر حال شوریٰ کے طریقہ کار اور اس کے اثرات پر اس طرح غور کرنے کے بعد جو کچھ شوریٰ میں ہوا اس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ابتداء ہی میں طلحہ نے عثمان کی حمایت میں اپنا نام واپس لے لیا۔تب زبیر حضرت علیؑ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔اور سعد ابن ابی وقاص نے عبدالرحمٰن بن عوف کی حمایت میں دستبرداری اختیار کی۔عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اگر مجھے خلیفہ بنانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں بھی خلافت کی اُمیدواری سے دست کش ہو جاؤں گا۔اس طرح اب مقابلہ حضرت علیؑ اور عثمان کے درمیان رہا (باقی اگلے صفحہ پر)۔-----------

ووٹ۔ مرّاد)۔ پھر عبدالرحمٰن نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کو قرابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور اسلام میں جو خاص مقام ہے (والقدم فی السلام)۔ آپ وعدہ کریں کے اگر ''میں نے'' تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل سے کام کرو گے اور اگر عثمان کو بنایا تو تم اُن کی سُنو گے اور اطاعت کرو گے۔ جب یہ کہہ چکے تو کہا عثمان ہاتھ اُٹھاؤ۔ پھر اُن سے بیعت کر لی (اس شوریٰ کا واقعہ کئی کتابوں میں مختلف طریقوں سے ذکر ہوا ہے)۔ص ۲۸۹۔ وارسل الی کل اُفق بمصحف مم نسخوا وامر بما سواہ فی کل صحیفة او مصحف ان یحرق۔ صحیح بخاری (عربی) ج ۶ ص ۹۹ کتاب الفضائل القرآن باب جمع القرآن۔ عثمان نے حفصہ سے قرآن جو اُن کے پاس تھا منگایا اور زید بن ثابت، عبداللہ ابن زبیر، سعید بن

(سلسلہ پچھلے صفحہ سے) دو دن تک حضرت علیؑ نے اپنے حق کی اثبات کیلئے مسلسل دلائل دئے کر سب کو لا جواب کر دیا۔ اور جو اصل منصوبہ تھا کہ عثمان کو خلافت مل جائے وہ ناکام ہوتا نظر آ رہا تھا۔ شب کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف عمرو بن عاص کے پاس گئے اور صورت حال کی نزاکت بیان کی۔ عمرو بن عاص نے یہ مشورہ دیا کہ کل صبح تم علیؑ کو اس شرط پر خلافت پیش کرو کہ وہ کتاب خدا، سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کریں گے۔ لیکن علیؑ سیرت شیخین کو قبول نہیں کریں گے۔ اسوقت تم عثمان کے سامنے یہی شرطیں رکھنا اور وہ یقیناً قبول کر لیں گے تو تم اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لینا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے تشویش ظاہر کی کہ اگر علیؑ یہ شرطیں قبول کر لیں تو کیا ہوگا؟

عمرو بن عاص نے کہا علیؑ سیرت شیخین کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ تیسرے دن یہی ہوا۔ حضرت علیؑ نے سیرت شیخین کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تب عثمان کے سامنے یہ شرطیں رکھی گئیں اور اُنھوں نے قبول کر لیا اور خلیفہ بنا دئے گئے۔ شرح نھج البلاغه ابن ابی الحدید معتزلی ج۱ ص ۱۹۲۔

ملا علی قاری جو اہلسنت کی معتبر ترین عالم ہیں اپنی کتاب شرح فقہ اکبر صفحہ ۸۳ طبع محمد سعید کراچی لکھتے ہیں: قول عبدالرحمٰن بن عوف لکل منهما اولیک علی ان تعمل بکتاب الله و سنة رسول الله ﷺ و سیرة الشیخین فابیٰ علیؓ ان یقلد هما و رضی عثمان! یعنی عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان (حضرت علیؑ) سے پوچھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اکرم اور سیرت شیخین پر عمل کرو گے؟ تو حضرت علی نے سیرت شیخین سے انکار کیا اور حضرت عثمان اس پر راضی ہو گئے۔ معتبر تواریخ جیسے طبری حصہ سوم کا اول ص ۲۸۳؛ تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی طبع نفیس اکیڈمی ص ۱۵۸۔ D

یہ تھا وہ چکر جس کے نتیجہ میں ہر پھر کے خلافت کی تان حضرت عثمان پر ٹوٹتی تھی اور تشکیل شوریٰ کا مقصد و مدعا بھی یہی تھا جو پہلے سے طے شدہ اور حضرت عمر کے ذہن میں محفوظ تھا۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں: عن حذیفة قال قلت لعمر بالموقف من الخلیفة بعدک قال عثمان ابن عفان۔ موقف حج میں حذیفہؓ نے حضرت عمر سے پوچھا کہ: آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ تو حضرت عمر نے کہا: عثمان بن عفان۔ تاریخ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۱۸۸؛ الثقات ابن حبان ج ۸ ص ۶۷؛ کنز العمال ج ۵ ص ۷۳۶ سلسلہ ۱۴۲۵۹؛ ریاض النضرة حالات عثمان ج ۳ ص ۵۲۔

شوریٰ کے متعلق چند رائیں:

Justice Amir Ali is critical of Omar's Shura that led to Osman's appointment (page 45, History of the Saracens).states: " In deviating, however from the example of his predecessor he made a mistake which paved the way to Omayyad intrigue "

جسٹس امیر علی نے انگریزی تاریخ اسلام میں لکھا'' خلافت کو شوریٰ کے حوالے کرنے میں خلیفہ دوم سے ایسی غلطی سرزد ہوئی جس نے بنی اُمیہ کی سازشوں کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنی اُمیہ سے عثمان خلیفہ ہوئے جن کا انتخاب اسلام میں تباہی کا باعث ہوا۔

علامہ ابن عبدربہ اپنی کتاب عقد فرید جلد ۲ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے کہ أوفد ابن حصین علی معاویة فأقام عنده ما أقام ثم إن معاویة بعث إلیه لیلا فخلا به فقال له: یا بن حصین قد بلغني أن عندک ذهنا و عقلا فأخبرني عن شئ أسالک عنه۔ قال: سئلني؛ عما بدالک۔ قال: أخبرني ما الذي شتت أمر المسلمین و فرق أهوائهم و خالف بینهم قال: نعم قتل الناس عثمان۔ قال: ما صنعت شئیا؛ قال فمسیر علي إلیک وقتله إیاک؛ قال ما صنعت شیئا؛ قال ما عندي غیر هذا یا امیر المؤمنین؛ قال: فأنا أخبرک إنه لم یشتت بین المسلمین ولا فرق أهواء هم ولا خالف بینهم إلا الشوری التي جعلها عمر إلی ستة نفر: ابن حصین سے معاویہ نے کہا: تو بڑا ذہین ہے یہ بتلا وہ کون سا امر تھا جو مسلمانوں میں انتشار اور اختلاف کا باعث ہوا؟۔ ابن حصین نے کہا: قتل عثمان، معاویہ نے کہا: نہیں، ابن حصین نے کہا کہ: علیؑ کا خلیفہ ہونا اور آپ سے جنگ، معاویہ نے کہا: نہیں۔ معاویہ نے کہا سنو! یہ سب شوریٰ کی وجہ سے ہوا جو عمر نے چھ آدمیوں کے درمیان قائم کیا۔ مرّاد)

العاص اورعبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کوتحریر کرنے کا حکم دیا۔اور جب کہ حفصہ کے بھیجے ہوئے اوراق کومصحف میں لکھ چکے تو عثمان نے اُن اوراق کو حفصہ کے پاس واپس کردیااوراطراف ملک میں ایک ایک قرآن جواُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کردیا اور حکم دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہو اُنھیں جلا دیا جائے۔ص ۲۵۴ تا ۲۵۵۔

تبصرہ قرآن کے جمع کرنے پر:

(أن علي ابن أبي طالب كان جمعه لما قبض رسول الله وأتى به يحمله على جمل فقال هذا القرآن قد جمعته ۔تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۳۵؛ : دورخلافت ابوبکر میں حضرت علیؑ نے قرآن جمع کرنے کے بعداوراق قرآن کوایک اونٹ کی پشت پر رکھااوراسے لے کر مسجد نبوی کی طرف تشریف لائے۔اُس وقت حضرت ابوبکر کے اطراف لوگ جمع تھے حضرت علیؑ نے ابوبکر کومخاطب ہوکر فرمایا: یہ قرآن ہے جس کو میں نے بعد وفات رسول اللہ ﷺ جمع کیا ہے۔حضرت علیؑ کو یہ جواب ملا: لا حاجة لنا به عندنا مثله ۔ الاحتجاج الطبرسی جلد اول ص ۱۰۷۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس اس کی مثل موجود ہے۔مرّاد)

(قران کے لکھنے کی کمیٹی کے افراد:

زید بن ثابت کے بارے میں اتنا لکھنا ہی کافی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود بزرگ صحابی رسول نے ان کے بارے میں یہ فرمایا: يقول لقد أخذت من في رسول الله ﷺ سبعين سورة كان زيد بن ثابت لصبي من الصبيان۔ یعنی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو ۷۰ قرآن کے سوروں کی تعلیم دے چکے تھے اس وقت زید بن ثابت طفل تھے اوراطفال میں رہتے تھے۔ فتح الباری ج ۹ ص ۱۶، ابن عساکر ج ۳۳ ص ۱۳۹ بحوالہ مسند احمد ۳۸۲/۱؛ سیر اعلام النبلاء ذہبی ج ۱ ص ۴۸۷۔ انہوں نے خلافت چہارم کے وقت حضرت علیؑ کی بیعت نہیں کی تھی۔

عبد الله ابن زبیر۔جو متفق علیہ ایک ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور قرآن جمع کرتے وقت ان کا سن صرف ۳۰ سال یا اس سے بھی کم تھا۔یہ بیعت علیؑ تو دور کی بات ہے یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جو جنگ جمل کی بنیاد ہیں۔

سعيد بن عاص ۔ان کے ولادت بھی ایک ہجری کی ہے اوران کے باپ کو حضرت علیؑ بدر میں قتل کردیا تھا انہوں نے بھی بیعت علیؑ سے انکار کیا۔

عبدالرحمن بن الحارث۔ وقت وفات رسول اکرم ﷺ یہ دس برس کے تھے یعنی ایک ہجری ۔ان کے باپ حارث طاعون سے مرنے کے بعد ان کی ماں سے عمر ابن خطاب نے نکاح کرلیا تھا یہ عمر ابن خطاب کے زیر پرورش رہے۔عثمان نے اپنی بیٹی مریم سے نکاح کردیا تھا۔یہ جنگ جمل میں عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ ساتھ رہے۔اُسد الغابة ج ۳ ص ۲۸۴ حالات عبدالرحمٰن بن حارث۔

یادرہے کہ اس وقت حضرت علی کے علاوہ مشہور مفسرینؓ عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود، اُبی بن کعب، عمار یاسرؓ، ابوذرؓ، مقداد جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔

اب اس لکھے ہوئے قرآن کا کیا ہوا یہ بھی ملاحظہ ہوجائے:

عن محرز بن ثابت مولى مسلمة بن عبدالملک، عن أبيه قال : كنت في حرس الحجاج ابن يوسف ، فكتب الحجاج المصاحف ، ثم بعث بها إلى الامصار، و بعث بمصحف إلى المدينة، فكره ذلک آل عثمان، فقيل لهم : أخرجوا مصحف عثمان، يقرأ ۔ فقالوا: أصيب المصحف يوم مقتل عثمان۔

ترجمہ: محرز ابن ثابت مولى مسلمة بن عبد الملک نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں حجاج بن یوسف کے پاس رہا کرتا تھا۔حجاج ابن یوسف نے قرآن مجید جمع کر کے لکھا اور اُس کو تمام شہروں میں بھیجدیا۔اسی سلسلے میں ایک مصحف مدینہ بھی بھیجا گیا۔عثمان کی اولاد نے جب اس قرآن کو دیکھا تو بہت تنگ دل ہوئے لوگوں نے اس کا احساس کرتے ہوئے آل عثمان سے کہا: حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن نکالو تاکہ پڑھا جائے۔تو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ: سخت افسوس تو اُسی کا ہے کہ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن تو اُسی دن فوت ہوگیا جس دن اُن کا قتل ہوا۔مذکور ہے تاريخ المدينة عمر ابن شبة النميري متوفی ۲۶۲ھ طبع دار الفکر ج ۱ ص ۷؛ تاريخ وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ تالیف نور الدين علي بن أحمد السمهودي المتوفى ۹۱۱ھ ج ۲ ص ۶۶۷ طبع دار احياء التراث العربي۔

ان مصحف عثمان تعيب فلم مجد له خبراً بين الا شياخ ۔ تاريخ وفاء الوفا ج ۲ ص ۶۶۹۔ حضرت عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن قطعاً غایب تھا۔یہی وجہ ہے کہ بزرگوں میں اس کا نہ کوئی ذکر پاتے ہیں اور نہ تذکرہ۔مرّاد) تبصرہ ختم}

مناقب امیر المؤمنین وامام اشجعین اسداللہ الغالب علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بکثرت ہیں۔اوراُن (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ جوف کعبہ میں پیدا ہوئے۔بلاشبہ اخبار متواتر میں اس بارے میں کہ فاطمہؑ بنت اسد نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ کو جوف کعبہ میں جنم دیا۔ص ۴۰۵ تا ۴۰۶

صحابہ اور تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔۴۰۶

بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور اُن کے ساتھ حضرت علیؑ ابن ابی طالب رہتے تھے۔ص ۴۰۷

قال ابی طالبؓ اما انه لم یدعک الا الی خیر فالزمه(**سیرة ابن هشام ج ا ص ۱۶۲ ؛ سهل الهدی فی سیرة خیر العباد الصلاحی الشامی متوفی ۹۴۲ھ ج ۲ ص ۳۰۱**) حضرت ابوطالبؑ نے حضرت علیؑ سے فرمایا خبردار محمدؐ نے تجھے دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اس کو لازم رکھ۔ص ۴۰۹

جب حضرت ابوطالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں حضرت علیؑ کو تسلی دینے میں اور اُن کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ص ۴۰۹

ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ حضرت علیؑ کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ص ۴۱۰

نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب سے سوال کیا کہ:اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر؟۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اولاد عبدالمطلب کو اور اُن کے لئے ایک مد کھانا تیار کرایا (یعنی تقریباً ایک سیر) سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، پھر آپؐ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اُس میں شربت باقی رہ گیا تھا۔گویا کہ اُس کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔پھر آپؐ نے فرمایا:اے اولاد عبدالمطلب! میں تمھاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس اُمّت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی اُن کی طرف نہ بڑھا۔تو میں (حضرت علیؑ) اُن کی طرف بڑھا اور حالانکہ میں اُن میں سب سے چھوٹا تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ:بیٹھ جاؤ، پھر آپؐ نے وہی بات ارشاد فرمائی، تین مرتبہ اور میں ہر مرتبہ اُٹھتا رہا اور وہ (آنحضرتؐ) کہتے رہے بیٹھ جاؤ۔یہاں تک کہ تیسری مرتبہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پہ مارا۔پھر علیؑ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ص ۴۱۰ تا ۴۱۱

نسائی سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ:میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے کاندھے پر چڑھ گئے اور" میں اُن کو اُٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے تھا" (یہ جملہ راوی کے طرف سے ہے) پھر جب رسول اللہ نے میری کمزوری دیکھی، کہا بیٹھ جاؤ تو بیٹھ گیا تو نبی ﷺ اُترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ اور مجھ کو لیکر کھڑے ہو گئے تو علی علیہ السلام (علیہ السلام ،شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے) کہتے ہیں **فقال علی علیه السلام انه لیخیل الی انی لوشئت لنلت افق السماء.(مسند احمد ج ا ص ۸۴؛ مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۶۷؛ سنن الکبری نسائی ج۵ ص ۱۴۲** حضرت علی نے فرمایا: میری یہ حالت تھی کہ مجھے محسوس ہو رہا تھا اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں۔تو علیؑ کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بت تھا پیتل یا تانبے کا۔تو میں نے اُس پر زور لگانا شروع کیا اور اُسے اکھاڑ دیا اور پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ص ۴۱۱

جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی، آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰؓ کو اپنا بھائی فرمایا اور ارشاد فرمایا **انت اخی فی الدنیا و الآخرۃ۔**
ص ۴۱۳ تا ۴۱۴

ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ اُحد کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا حضرت علی ابن ابی طالب کے ساتھ اور **و کان سنہا یوم تزوجہا خمس عشرۃ سنۃ و خمسۃ اشہر و نصفا** حضرت فاطمہؓ نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ کی تھیں اور حضرت علی اکیس سال پانچ ماہ ۔(غزوۂ احد ۳ ہجری مکہ میں بعثت کے بعد ۱۳ سال اس طرح سیدہؓ عالم بعثت کے بعد ہی اس دنیا میں تشریف لے آئیں)۔ص ۴۱۷ تا ۴۱۸

ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی ہے کہ ابن ابی بخیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی **لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی الکرار** ۔"(ص ۴۲۲ پر اردو ترجمہ نے حضرت علی کا نام نکالدیا صرف **لاسیف الا ذو الفقار** ۔مگر عربی عبارت ص ۴۲۳، میں **لا فتی الا علی الکرار** موجود ہے)۔ص ۴۲۲ تا ۴۲۳

عن علیؓ قال جاء النبی ﷺ اُناس من قریش فقالوا یا محمدؐ انا جیرانک و حلفا ئک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیائعنا واموالنا فاردوھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک و حلفائک فتغیر وجہ النبی ﷺ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانک و حلفاء ک فتغیر وجہ النبی ﷺ ثم قال یا معشر قریش واللّٰہ لیبعثن اللّٰہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللّٰہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ھو یا رسول اللّٰہ ؟ قال لا، قال عمر انا ھو یا رسول اللّٰہ ؟ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل و قد کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا مسند احمد ج ۲ ص ۸؛ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵۲ ؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۶۷، ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۰ ؛ طبری(عربی) ج ۲ ص ۳۰۱۔ روایت کیا نسائی اور حاکم نے اور الفاظ نسائی کے ہیں۔ مروی ہے علیؓ سے کہا: نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اے محمدؐ ! ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں کچھ غلام آپ کے پاس آ گئے ہیں اُن کو نہ دین میں رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہم سے بھاگے ہیں۔ آپ اُن کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپؐ نے ابو بکر سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟۔ ابو بکر نے جواب دیا یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں۔ یہ سُن کر نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپؐ نے عمر ابن خطاب سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے بھی وہی کہا کہ یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں یہ آپ کے پڑوسی ہیں اور حلیف ہیں۔ تو نبی ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے گروہ قریش! واللہ میں تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کے ایمان کے بارے میں اللہ امتحان لے چکا اور وہ تم کو دین کے سلسلہ میں سزا دے گا۔ اس پر ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر عمر نے پوچھا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟۔ فرمایا نہیں لیکن وہ جو ہے جو جوتا گانٹھ رہا ہے۔ آپ نے اپنا جوتا دیا تھا علیؓ کو جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔(چند مشہور کتابوں کے حوالے یہ ہے: مسند امام احمد ج ۳ ص ۳۳، ص ۸۲؛ سنن ترمذی ج ۵ ص ۲۹۸؛ مستدرک الصحیحین ج ۲ ص ۱۳۸، ج ۳ ص ۱۲۳، ج ۴ ص ۲۹۸؛ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۶، ج ۹ ص ۱۳۳؛ السنن الکبریٰ امام نسائی ج ۵ ص ۱۲۸؛ کنز العمال ج ۷ ص ۳۲۶؛ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۴۴، ج ۸ ص ۴۲۳؛ اکمال الکمال ابن ماکولہ ج ۱ ص ۲۲۸؛ ابن عساکر تاریخ دمشق ج ۴۲ ص ۳۴۲)۔ص ۴۲۵

سلمہ کہتے ہیں خیبر میں جب حضرت علی علم لے کر نکلے ہم بھی اُن کے پیچھے قدم بقدم چلے یہاں تک انہوں (علیؑ) نے اپنے علم کو قلعہ کے نیچے پتھر کے ایک ٹیلے پر گاڑ دیا تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے (یہود) کہا کہ تم کون ہو؟۔ انہوں (علیؑ) نے کہا میں علی ابن ابی طالبؑ ہوں۔

یہ سُن کر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو (او کما قال) ابن عساکر ج ۴۲ ص ۸۹ اور ۹۱۔ ص ۴۲۶

رجل من یہود فطرہ ترسه من یدہ فتناول علی بابا کان عند الحصن فتتس به عن نفسه فلم یزل فی یدہ و ھو یقاتل حتی فتح اللّٰہ علی یدیه ثم القاہ من یدہ حین فرغ فل قدر رأیتنی فی نفر سبعة انا منهم نجهد علی ان تقلب ذٰلک الباب فما نقدر (مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۸ ؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج۶ ص ۱۵۲ ؛ فتح الباری ابن حجر ج۷ ص ۳۶۷؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۱۱۰ ؛ طبری (عربی) ج ۲ ص ۳۰۱ ۔ ابورافع کہتے ہیں: ایک یہودی نے علیؑ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک دروازہ (مترجم نے کیواڑ لکھا ہے) جو قلعہ کا تھا اُسے اُٹھالیا اور اُس کو ڈھال بنالیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اُن کے ہاتھ پر فتح کردی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈالدیا جب کہ وہ فارغ ہوگئے تو واللہ میں نے دیکھا سات آدمیوں اور اُن میں میں بھی تھا ہم سب مل کر اُس دروازہ کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ ص ۴۲۷ تا ۴۲۸

قال لعلی انت منی وانا منک : صحیح البخاری کتاب الجهاد والسیر ج ۳ ص ۱۶۸ مسند احمد ج ۱ ص ۱۰۸ ؛ شرح مسلم ج ۱ ص ۱۹۵ ؛ تفسیر قرطبی ج۱۵ ص ۲۱۵ ؛ الدر المنثور ج۶ ص۷۵؛ تاریخ بغداد خطیب ج۴ ص ۳۶۴؛ اُسد الغابة ج۳ ص ۲۰ ۔ آنخضرت ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ ص ۴۲۸

جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کرلیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت مرتضیٰؑ اور حضرت فاطمہؑ الزہرا اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابنآء نا وابنآ کم۔۔۔الخ تو رسول اللہ ﷺ نے بلایا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین (علیھما السلام) اور کہا یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۲۹

حدیث منزلت افلا ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔ ص ۴۳۴

سورۃ براءت اور ابوبکر کی معزولی۔ ص ۴۳۴ تا ۴۳۶

اور جب آپؐ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر میں آپؐ نے خطبہ دیا جو حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں مروی ہے زید بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اُترے تو آپ نے سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کردی گئیں۔ (یہاں مترجم مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی نے اپنی عصبیت کا اظہار کیا ہے۔ اردو ترجمہ جو عربی متن سے مختلف ہے پیش کریں گے۔ مرّاد)۔ اور فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہیں اللہ تعالی کی کتاب **اور میرے اصحاب** تو تم غور کروگے تو وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد ہوجائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں پھر آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں علیؑ بھی اُس کے محبوب ہے۔ یا اللہ آپ اُس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اُسے عداوت کریں جو علی عداوت کرے۔

(اب عربی متن اِسی کتاب کے صفحہ ۴۴۰ پر ہے ملاحظہ کریں):

اخرج الحاکم وابو عمر و غیرھما و ھذا لفظ حاکم عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللّٰہ ﷺ من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدرجات فقممن قال کانّی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد ھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالی و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللّٰہ عزوجل مولای وانا *ولی* کل مؤمن ثم **اخذ بید علی**

رضی اللّٰہ عنہ فقال من کنت *ولیہ* فھذا *ولیہ*۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی تحریف کی، الحاکم کی **مستدرک الصحیحین ج ۳ ص۱۰۹ سے اصلی عبارت پیش کرتے ہیں:**

عن زید بن ارقم لما رجع رسول اللّٰہ ﷺ من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر بدوحات فقممن قال کانّی قد دعیت فاجبت انی ترکت فیکم الثقلین احد ھما اکبر من الآخر کتاب اللّٰہ تعالی و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان اللّٰہ عزوجل مولای وانا ولی کل موٴمن ثم اخذ بید علی رضی اللّٰہ عنہ فقال من کنت مولاہ فھذا ولیہ۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللّٰہ ﷺ من الفضائل ماجاء لعلی بن ابی طالب۔ص ۴۴۲ ۔سمعت أحمد بن حنبل یقول: ماجاء لأحد من أصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم من الفضائل ما جاء لعلی بن أبی طالب :احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اصحاب رسول میں سے کسی کی فضیلت میں اتنی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے وارد نہیں ہوئی ہیں جتنی حدیثیں علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں موجود ہیں۔ **مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۱۰۷؛ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۴۱۸۔الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبۃ الدینوری ج ۱ ص ۹۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔**

عن عمر بن الخطاب، قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ: ما اکتسب مکتسب مثل فضل علی، یھدی صاحبہ الی الھدی، ویردہ عن الردی.

عمر ابن خطاب کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی حاصل کرنے والے نے علیؑ جتنی فضیلتیں حاصل نہیں کیں۔وہ اپنے ساتھی کی ہدایت کرتے ہیں اور ہلاکت سے اُسے بچاتے ہیں۔ معجم۔الاوسط طبرانی ج۵ ص ۷۹۔ریاض النضرۃ محب طبری طبع دارالکتب العلمیۃ بیروت ج ۳ ص ۱۸۹۔

قال أحمد بن حنبل و إسماعیل ابن اسحاق القاضی: لم یرو فی فضائل أحد من الصحابۃ با لأسانید الحسان ما روي فی فضائل علی أبی طالب۔احمد بن حنبل اور اسماعیل بن اسحاق قاضی نے کہا: کسی بھی صحابی کے فضائل عمدہ اسناد کے ساتھ اتنی روایتیں بیان نہیں کی گئیں جتنی روایتیں علیؑ ابن ابی طالب کے فضائل کے بارے میں موجود ہیں۔ **تہذیب التھذیب ابن حجر ج۵ ص ۱۰۷ دار الفکر بیروت؛ الاصابۃ ج ۴ ص ۴۶۴؛ الاستیعاب ج ۲ ص ۴۶۶)**

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے کے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کرتے ہیں اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اُسی کو ہم روایت کریں گے۔ لکھتے ہیں" اب سنئے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعد ابن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ ابن عباس وغیرہ ہم اور متواتر میں سے ہے: میں علیؑ سے ہوں اور علیؑ مجھ سے اے اللہ! اُس محبت کر جو اِس سے محبت کرا اور اُس سے عداوت کر جو اس سے عداوت کرے۔ص ۴۴۲ (اس کا فارسی اور عربی متن یوں ہے: ما از ایراد احادیث موضوعه واحادیث شدیدة الضعف که بکار متابعت و شواهد نمی آید تحاشی داریم وانچه در مرتبۂ صحت و حسن است یا ضعیف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر:انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ روی

ذلک عن سعد ابن ابی قواص واسماء بنت عمیس و علی ابن ابی طالب و عبد اللہ ابن عباس وغیرھم ومن متواتر حدیث انا من علی و علی منی اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ ص ۴۴۴

اورمتواتر میں سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ لیذھب ۔۔ الخ ۳۳:۳۳ ۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے اے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہرطرح ظاہراً اور باطناً) پاک وصاف رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی اس حدیث کی سعد، اورام سلمہؓ اور واثلہ اور عبداللہ بن جعفر، اورانس بن مالک نے۔ ص ۴۴۳ تا ۴۴۴۔

امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب أبا تراب ....(صحیح مسلم ج۷ ص ۱۲۰ ؛ فتح الباری ج۷ ص ۶۰۔ معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو اور کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھ کو تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں علیؑ کو ہرگز برا نہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتیں تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا جو اُن (علیؑ) سے فرمارہے تھے کیا تم اس پر راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ اور جب خیبر میں علم دینے کا وقت آیا تو یہ فرمایا کل علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں اور جب یہ آیت نازل ہوئی تعالوا ندع ابنآنا و ابناء کم تو رسول اللہ ﷺ نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ص ۴۴۴ تا ۴۴۵۔

حاکم نے اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا یعنی شب ہجرت علیؑ نے نبی ﷺ کی چادر اوڑھی پھر آپ کی جگہ سوگئے : کان المشرکون یرمون رسول اللہ ﷺ فجاء ابوبکر و علی نائم قال ابوبکر یحسب انہ رسول اللہ ﷺ قال فقال یا نبی اللہ فقال لہ علی ان نبی اللہ قد انطلق نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق ابوبکر فدخل معہ الغار۔ مستدرک الحاکم ج۳ ص ۱۳۳۔
ابن عباس نے کہا کہ مشرکین رسول اللہ پر ڈھیلے پھینک رہے تھے اور ابوبکر جب آئے اور دیکھا علی کو جو سو رہے تھے یہ گمان کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ابوبکر نے کہا یا نبی اللہ تو علیؑ کہا نبی اللہ تو بیر میمون کی طرف جا چکے ہیں۔ پھر ابوبکر چلے گئے اور غار میں داخل ہوگئے۔ (وہ روایت کہ ہجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ ایک دو پہر کو ابوبکر کے گھر گئے اور وہاں سے ابوبکر کو ساتھ لیا اور غار کے جانب روانہ ہوئے۔ اس روایت کی بنا پر رد ہو جاتی ہے۔ مرآد) ص ۴۴۷

سد رسول اللہ ﷺ ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا و ھو طریقہ لیس لہ طریقہ مسند احمد ج۴ ص ۳۶۹؛ مجمع الزوائد الھیثمی ج۹ ص؛ تاریخ کبیر بخاری ج ۱ ص۴۰۸؛ فتح الباری ابن حجر ج۷ ص ۱۳؛ أُسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۱۴؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۵؛ مجمع الاوسط ج ۴ ص ۱۸۶؛ ابن عساکر ج۴۲ ص ۱۳۸:
بند کردیئے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دروازے سوائے علی کے دروازے کے تو وہ بحالت جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے جب کہ اُس راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ ص ۴۴۷ تا ۴۴۸

ایک شخص شام والوں کے طرف سے آیا اور اُس نے ابن عباس کے سامنے حضرت علیؑ کو گالی دی تو ابن عباس نے اُسپر پتھر مارا اور کہا اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ کو ایذا دی اس کے لئے قرآن میں ہے ان الذین یوذون اللہ ۳۳:۵۷) بیشک جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے۔ ص ۴۴۹

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کے سردار ہیں۔ ص ۴۵۰

مروی ہے ابوذرؓ سے کہ کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اُس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز میں پیچھے رہ جانے سے اور بغض علیؑ سے۔ص ۴۵۱

روایت ہے جابر ابن عبداللہؓ سے کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے تو جو علم کا ارادہ کرے اُس کو چاہئے کہ دروازے سے آئے۔ص ۴۵۱

زید بن ارقم سے مروی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یہ چاہتا ہو میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنت الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا تو اُس کو چاہئے کہ اطاعت کرے علی ابن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے نہ ہٹنے دے گا۔ اور گمراہی میں ہرگز داخل نہ کرے گا۔ص ۴۵۱

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؑ سے کہ: اللہ نے تمام زمین والوں کی طرف دیکھا اور پھر دو آدمیوں برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک آپ کا باپ ہے اور دوسرا آپ کا شوہر۔ص ۴۵۱

حدیث طیر۔عن أنس بن مالک قال کنت اخدم رسول اللّٰہ ﷺ فقدم لرسول اللّٰہ ﷺ فرخ مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یأ کل معی من ھذا الطیر ، قال فقلت اجعلہ رجلا من الانصار فجاء علیؑ فاستاذن فقال انس ان رسول اللّٰہ ﷺ علی حاجۃ ثم جاء فقال رسول اللّٰہ ﷺ افتح فدخل فقال رسول اللّٰہ ﷺ ماحملک علی ما صنعت فقلت یا رسول اللّٰہ ﷺ سمعت دعاء ک فاحببت ان یکون رجلا من قومی فقال رسول اللّٰہ ان الرجل قد یحب قومہ ۔ مستدرک الصحیحین ج۳ ص ۱۳۰ ؛ ترمذی ج۵ ص ۳۰۰؛ابن عساکر ج۴۲ص ۲۵۱ ؛ معجم کبیر ج۷ ص ۸۲؛ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۶ ۔انس بن مالک سے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھا ایک مرتبہ آپؐ کی خدمت میں ایک بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔ تو آپؐ نے دعا کی: یا اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو تیری مخلوق میں سب سے زیادہ تجھ کو محبوب ہے تا کہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کو کھائے۔انس کہتے ہیں کہ: میں نے اپنے دل میں کہا انصار میں سے کوئی شخص آجائے۔ پھر دیکھا کہ علیؑ آئے تو میں نے باہر ہی باہر سے اُن سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر علیؑ آئے تو میری گفتگو رسول اللہ ﷺ نے سُنی اور آواز دی کہ: انس! دروازہ کھول۔ جب وہ (علیؑ) اندر آئے تو اپنی واپسی کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تجھ کو اس فعل پر کس بات نے آمادہ کیا؟ تو میں نے جواب دیا: کہ جب میں نے آپ کی دعا سُنی تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں کا ہو۔ص ۴۵۲ تا ۴۵۳

(عن عبد اللّٰہ بن سعد زرارۃ عن ابیہ قال رسول اللّٰہ ﷺ أُوحی الی فی علی ثلاث انہ سید المؤمنین(سید المسلمین)، وامام المتقین، وقائد الغر المحجلین۔ الکامل ، عبداللّٰہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ ج۷ ص ۱۹۹ **طبع دار الفکر بیروت**: عبداللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مؤمنین کے سردار ہیں، متقین کے پیشوا ہیں اور سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والے ہیں (یعنی صالحین کا رہبر)۔ص ۴۵۴

عن ام سلمہؓ قالت والذی احلف بہ ان کان علی لا قرب الناس عھدا برسول اللّٰہ ﷺ عدنا رسول اللّٰہ ﷺ غداۃ و ھو یقول **جاء**

---

[۱] وأما حدیث الطیر فلہ طرق کثیرۃ جدا قد افرد تھا بمصنف و مجموعھا یوجب ان یکون الحدیث لہ اصل وأما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فلہ طرق جیدۃ وقد افردت ذلک ایضا۔امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ حالات امام حاکم نیشاپوری میں لکھتے ہیں: حدیث الطیر بہت سندوں سے مروی ہے میں (یعنی ذہبی) نے ان سب کو ایک الگ کتاب میں جمع کیا ہے ان کے دیکھنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ضرور ہے۔ رہی حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' تو یہ بہت سی عمدہ سندوں سے مروی ہے۔ میں نے اس کے لئے بھی ایک علیحدہ کتاب لکھی۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ طبقہ ۱۳ ص ۷۰۳ طبع اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور پاکستان۔مرادؔ)

علی جاء علی مرارا فقالت فاطمۃؓ کانک بعثته فی حاجة قالت فجاء بعد قالت ام سلمة فظننت ان له الیه حاجة فخرجنا من البیت فقعدنا عندالباب و کنت من ادناھم الی الباب فاکب علیه رسول اللہ ﷺ و جعل یشاوره ویناجیه ثم قبض رسول اللہ ﷺ من یومه ذلک فکان علی اقرب الناس عهدا۔ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ترین علیؓ تھے آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی عیادت کے لئے گئے تو آپؐ کو یہ فرماتے سُنا: کیا علیؓ آگئے؟ کیا علیؓ آگئے؟ کئی مرتبہ تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: وہ آپؐ کے کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔ پھر ذرا دیر بعد جب علیؓ آگئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپؐ کو علیؓ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب باہر آگئے اور دروازہ کے پاس بیٹھ گئے اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازہ سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ علیؓ کی طرف جھکے ہوئے سرگوشی کررہے تھے اور اُن سے کچھ بات کررہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپؐ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علیؓ تھے۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۰؛ مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۹؛ المصنف ج ۷ ص ۴۹۴؛ مسند ابی یعلی ج ۱۲ ص ۳۶۴؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۴۶ سلسلہ ۳۶۴۵۹۔) ص ۴۵۵ تا ۴۵۶

قال رسول للہ اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک ۔تاریخ بغداد خطیب ج ۹ ص ۶۴؛ تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۶۰؛ مجمع الزوائد الهیثمی ج ۹ ص ۲۷۵ محمد بن اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: یا علیؓ تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ ص ۴۵۸

فقال رسول اللہ ﷺ ما انتجیته ولکن اللہ انتجاه ۔ ترمذی ج ۵ ص ۳۰۳ ؛معجم کبیر طبرانی ج ۲ ص ۱۸۶۔ مروی ہے جابر ابن عبداللہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں علیؓ کو بلایا اور اُن سے سرگوشی کرتے رہے تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہوگئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے سرگوشی کی۔ ص ۴۶۱

اخرج ابو عمر عن رجل من همدان قال قال معاویة لضرار السدی یا ضرار صف لی علیا قال اعفنی یا امیر المؤمنین قال لتصفنه قال اما اذ لا بد من وصفه فکان واللہ بعید المدی شدید القوٰی یقول فصلا ویحکم عدلا یتفجر العلم من جوانبه و تنطف الحکمة من نواحیه یستوحش من الدنیا وزهرتها ویأنس باللیل ووحشته و کان غزیر العبرة طویل الفکرة یعجبه من اللباس ما قصر و من الطعام ماخشن و کان فینا کا حدنا یجیبنا آ سألناه و یئنینا اذاستأنیناه و نحن واللہ مع تقریبه ایانا وقربه منا لا نکا و نکلمههیبة له یعظم اهل الدین و یقرب المساکین لا هطمع القوی فی باطله ولا ییأس الضعیف من عدله واشهد لقد رأیته فی بعض مواقفه وقد ارخی اللیل دوله و غارت نجومه قابضا علی لحیته یململ تململ السلیم یبکی بکاء الحزین و یقول یا دنیا غری غیری الی تعرضت ام الی تشوقت هیهات هیهات قد قد بایتک ثلثا لا رجعة فیها فعمرک قصیر و خطرک حقیر آه من قلة الزاد و بعد السفر ووحشة الطریق ۔فبکی معاویة وقال رحم اللہ ابا حسن کان واللہ کذلک۔ قال کیف حزنک علیه یا ضرار؟۔ قال حزن من ذبح واحدها فی حجر ها۔ روایت کیا ہے ابوعمر نے ہمدان کے ایک شخص سے کہا کہ معاویہ نے ضرار سُدی سے کہا اے ضرار ہم سے علیؓ کی صفت بیان کر۔ ضرار نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے معاف رکھئے۔ معاویہ نے کہا تجھے کہنا ہی پڑے گا۔ ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کے اوصاف بیان کے بغیر چارہ نہیں تو سنئے: وہ اس قدر صفات والے شخص تھے کے جن کی غائت پر رسائی دشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے۔ وہ فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے۔ اُن کے اطراف سے علم کے

چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے طرف سے حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے وہ متوحش (وحشت کھاتے تھے) ہوتے تھے۔ رات اور اور اُس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے، تفکر (ذات وصفات حق) میں مستغرق رہنے والے تھے۔ اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے۔ جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے، اور جب ہم یہ چاہتے کہ وہ انتظار کریں ہمارا انتظار کرتے اور واللہ! باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھتے اور ہم سے وہ قریب رہتے تھے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں یہ اُن کے رعب کی وجہ سے تھا۔ دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو اپنے پاس بیٹھاتے تھے۔ طاقتور جو حق سے ہٹا ہوا ہوتا تھا اُن سے حمایت کی طمع نہ کرسکتا تھا اور اُن کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اُن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی تھی اور ستارے چھپ جاتے تھے ایسی حالت میں خوب دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ وتاب کھاتے تھے جس طرح مارگزیدہ (جسے سانپ نے کاٹا ہو) کھاتا ہے اور اس طرح روتے تھے جس طرح گم زدہ روتے ہیں اور کہتے تھے: اے دنیا! جا کسی اور کو دھوکا دے تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، ہائے، ہائے، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے) کہ تیری حیات تھوڑی اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس! کہ زادراہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے۔ یہ سُن کر معاویہ رو پڑا اور کہا: اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسنؓ پر واللہ وہ ایسے ہی تھے۔ پھر معاویہ ضرار سے پوچھا: اے ضرار تجھ کو اُن کے فراق کا کس درجہ غم ہے؟۔ ضرار نے جواب دیا: اُس عورت کے غم کے برابر جس کا واحد بچہ کو اُس کی گود میں ذبح کردیا گیا ہو (ابن عساکر ج ۲۴ ص ۴۰۱؛ الریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸۷)۔ ص ۴۶۶

لو لا علی لھلک عمر۔ عمر کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا (ریاض النضرۃ ج ۳ ص ۱۸)۔ ص ۴۷۴

قال عمر اللھم لا تنزل بی شدیدۃ الا و ابوالحسن الیٰ جنبیج ب حضرت علی نے ایک قضیہ میں فیصلہ سُنایا تو عمر ابن خطاب نے کہا یا اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈال مگر اُس وقت جب کہ ابوالحسنؑ میرے پہلو میں ہوں۔ ص ۴۷۸

وعن حمید بن عبد اللّٰہ بن یزید المدنی قال زکر عند النبی ﷺ قضاءٌ قضی بہ علی فاعجب النبی ﷺ فقال الحمد اللّٰہ الذی جعل فینا الحکمۃ اھل بیت۔ مروی ہے حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے کہا کہ نبی ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علیؑ نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اُس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ ص ۴۸۱

اور جب نماز عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو آفتاب لوٹ آیا: بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔

(اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر ظاہر مدینہ مشرفہ میں ۱۱۴۳ھ میں سُن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے روایت کرتے ہیں، شمس الرملی سے وہ شیخ زین الدین زکریا سے وہ اعزالدین عبدالرحیم بن محمد الفرات سے وہ ابوالثناء محمود بن خلیفۃ المنجی سے، وہ حافظ شرف الدین عبدالمومن خلف الدمیاطی سے وہ ابوالحسن علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر السلامی الحنبلی سے آپ نے سماع کیا خطیب ابوطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۷۳ھ میں، آپ نے قراءت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبدالواحد بن الفضل بن نظیف بن عبداللہ القراء کے سامنے مصر میں ۴۲۸ھ میں۔ انہوں نے روایت کی ابومحمد الحسن بن رشتیق العسکری سے کہا کہ ہم سے روایت کیا ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی سے کہا مجھ سے روایت کیا اسحق بن یونس نے کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن سعید نے ان سے مطلب بن زیاد نے اُن سے ابراہیم بن حبان نے اُن سے عبداللہ بن الحسن نے اُن سے فاطمہ بن الحسین نے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

ﷺ کا سر علیؓ کی گود میں تھا اور آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپؐ نے پوچھا یا علیؓ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں تو آپؐ نے دعا کی اللھم انک تعلم انہ کان فی حاجتک و حاجۃ رسولک فَرُدَّ علیہ الشمس فردھا علیہ فصلی و غابت الشمس۔ کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ علیؓ تیرے کام میں اور تیرے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اُس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ تو اللہ تعالی نے اُسے لوٹا دیا تو انہوں نے نماز پڑھی اور پھر سورج غروب ہو گیا۔ ص ۴۸۵ تا ۴۸۷

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب ''کشف اللبس فی حدیث رد الشمس'' میں کہا کہ ردشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا وہ صحیح ہے، امام جعفر طحاوی وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اُن کے شاگرد محدث ابوعبداللہ بن محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے اپنی کتاب 'مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس'' میں کہا ہے: جاننا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار'' میں اسماء بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ روایت کی ہے اور اُن کو نقل کیا ہے قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ بن سید الناس نے'' بشری اللبیب'' میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب'' الزھر الباسم' میں اور اُس کو صحیح کہا ابوالفتح ازدی نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین السیوطی نے ' الدر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتھرۃ' میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے اسماء بنت عمیس کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ یہ بہت بڑی علامت نبوت میں سے ہے۔ ص ۴۸۷ تا ۴۸۸

پھر طحاوی نے معارضہ کیا اِس حدیث کا اُس حدیث سے جو مرفوعاً ابو ہریرہ سے مروی ہے الحدیث بما روی من طرق عن اسامۃ بن زید، عن عبد اللّٰہ بن أبی لبید، عن المطلب بن عبد اللّٰہ بن حنطب عن ابی ھریرہ لم یحتبس الشمس علی احد الا لیوشع۔ کہ سوائے یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا اور جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اُس روکا جانا غائب ہونے سے اور یہ لوٹایا جانا ہے بعد غروب ہونے سے۔[1] ص ۴۸۹

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: اور علیؓ کی حکمت اس سے (ردشمس) کہیں بڑھ کر ہے ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اُس کا دروازہ ہے۔ ص ۴۸۹

---

[1] اس حدیث کا جائزہ لیا جائے تو سلسلہ رواۃ میں پہلے راوی

اسامۃ بن زید: ضعفہ أحمد وغیرہ لسوء حفظہ ؛ نسائی : لیس بالقوی؛ ابن معین ضعیف۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۱۷۴ سلسلہ ۷۰۵

دوسرے عبد اللّٰہ بن أبی لبید، میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸۵ سلسلہ ۴۵۲۹ میں ہے العقیلی یخالف فی بعض حدیثہ؛ قال ابن عدی : أما فی الروایۃ فلا بأس بہ۔ تیسرے ہیں المطلب بن عبد اللّٰہ بن حنطب: میزان الاعتدال ج ۴ ص ۱۲۸ سلسلہ ۸۵۹۳ کثیر الحدیث و لیس یحتج بحدیثہ؛ آخر میں ابو ھریرہ جن کے بارے میں ناقدین احادیث ابوہریرہ کو غیر معتبر قرار دیتے تھے چنانچہ میزان الاعتدال میں علامہ ذہبی صفحہ ۱۷۳ میں تحریر کرتے ہیں کہ عثمان مقسم برّی ابوہریرہ کو کاذب جانتے تھے۔ اور اعلام الاخیار کفوی میں اور میزان شعرانی (اردو) المعروف بہ مواہب رحمانی تالیف علامہ شیخ عبدالوہاب الشعرانی ترجمہ مولانا محمد حیات طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی جلد اول ص ۱۷۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابو مطیع بلخی نے امام اعظم ابوحنیفہ سے پوچھا ''اگر کسی امر میں آپ کی رائے ایک ہو اور ابوبکر کی کچھ اور ہو تو کیا آپ کی رائے کو چھوڑ کر ابوبکر کی رائے اختیار کریں گے؟''۔ ابوحنیفہ نے کہا:'' ضرور'' علی ہذا القیاس عمر، عثمان اور حضرت علیؓ کے بالمقابل میں اپنی رائے ترک کر دوں گا''۔ پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا: ''سوائے انس بن مالک، ابوہریرہ ، اور سمرہ بن جندب کے تمام صحابہ کے بالمقابل میں اپنی رائے کو ترک کر دوں گا''۔ الکتاب مسطور مصنف محمد حسین نیلوی طبع شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ ضیاء العلوم سرگودھا۔ صفحہ ۱۳۵ پر تحریر ہے کہ'' صرف ایک صحابی غیر معروف الفقہ والعدالہ یعنی حضرت ابوہریرہ''۔ مرّاد) ص ۴۸۹

علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علیؓ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ تو اس پر راضی ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بددعا کی وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بنیائی جاتی رہی۔ (کنز العمال ج ۱۳ ص ۱۷۰ سلسلہ ۳۶۵۱۴)۔ ص ۴۹۵

مروی ہے ابوذرؓ سے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے علی کا بلانے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پکارا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں واپس ہو کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا: پھر جا کر پکارو، وہ گھر میں ہی موجود ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا میں جا کر اُن کو پکارا تو میں نے چکی پیسے جانے کی آواز سُنی۔ پھر میں دیوار کے اُپر جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ میں نے پھر اُن کو آواز دی تو علیؓ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ باہر آئے تو میں اُن سے کہا: آپ کو رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھتا رہا اور آپؐ مجھے دیکھتے رہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! کیا بات ہے؟۔ میں نے کہا میں ایک عجیب حیرت میں ہوں۔ میں نے چکی کو دیکھا جو علیؓ کے گھر میں آٹا پیس رہی ہے اور اُس کو گھمانے والا کوئی نہیں تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا: يا با ذر ان الله ملائكة سياحين فى الأرض و قد وكلوا بموئنة آل محمد ﷺ أخرجين الملاء في سيرة وأخرج أحمد في المناقب حديث علي بن زاذان خاصة۔ اے ابوذرؓ! اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے ہیں اور وہ مقرر کردئے گئے ہیں کہ وہ آل محمدؐ کی امداد پر (الرياض النضرة المحب الطبرى ج ۳ ص ۲۰۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت)۔ ص ۴۹۶ تا ۴۹۷

ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں محفوظ تھا۔ ص ۴۹۸

مروی ہے ابن عمر سے کہ یہود، ابوبکر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ: ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو ابوبکر نے کہا: اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے میری دونوں اُنگلیاں، اور میں اُن کے ساتھ جبل حراؑ پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن آپؐ کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے ہاں البتہ یہ علیؓ ابن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپ نے پہلے آنحضرت ﷺ کا حلیہ بیان کیا پھر آپؐ کے اوصاف بیان کئے۔ (ابن عساکر ج ۴۵ ص ۱۹۷)۔ ص ۴۹۸ تا ۴۹۹

جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ: ہمارے شیخ اصول اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبرات مُلکیہ میں وزیر وہی ہوتے تھے۔ اور اُنہوں نے (خلفاء گذشتہ) اُن کی (حضرت علیؓ کی) تعظیم اور توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ ص ۵۰۱ تا ۵۰۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ضغائن فى صدور اقوام لا يبدونها لك الا من بعدى۔ مجمع الزوائد الهيثمى ج ۹ ص ۱۱۸؛ معجم كبير طبرانى ج ۱۱ ص ۶۱؛ مسند ابى يعلى ج ۱ ص ۴۲۷؛ كنز العمال ج ۱۳ ص ۱۸۶ سلسله ۳۶۵۲۴۔ اے علی! لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ ص ۵۰۴

جب صفین میں اہل شام نے قرآن کو بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ تو حضرت مرتضیٰ نے فرمایا یہ قرآن تو خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ ص ۵۰۶

جب خوارج نے اصرار کیا کہ قرآن کے سوا ہم کسی اور پر بات نہیں کریں گے۔ حضرت علی نے قاریان قرآن اور علماء قرآن کو جمع کیا اور ایک بڑا شاندار قرآن

مجید منگایا اور اُس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اپنے ہاتھ سے اُس کے اوراق اُلٹاتے ہوئے کہتے تھے: اے قرآن ! لوگوں سے بات کر۔ جو قاریان اور علماء قرآن جمع ہوئے تھے کہنے لگے: اے امیر المؤمنین اس سے کیا پوچھتے ہو یہ تو محض روشنائی ہے کاغذ پر۔ ص ۵۰۸